مسلسل اشاعت کے 56 سال

ماہنامہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ: ۳ جلد: ۲۳ | مارچ 2019 جمادی الثانی ۱۴۴۰

- حضور ﷺ کا عفو و درگزر
- حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- مصر کے آثار قدیمہ
- سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام اور مرزا قادیانی
- متفرق دلچسپ واقعات
- ایک قادیانی نوجوان کا قبول اسلام

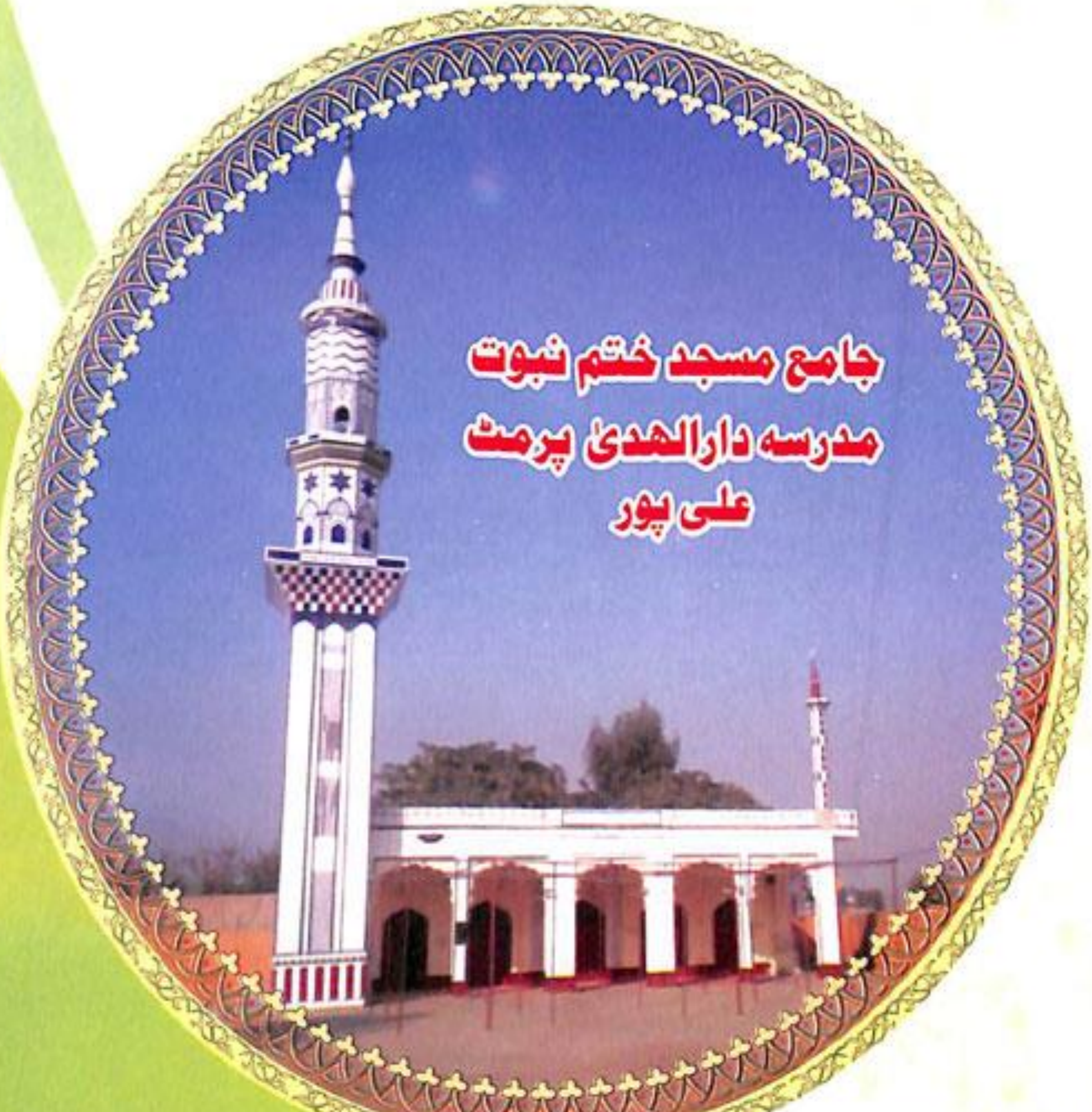

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

الحمدللہ! ماہنامہ ''الصدیق'' ملتان کے حصول کا مرحلہ مکمل ہوگیا	مولانا اللہ وسایا	03

مقالات ومضامین

نعت رسول مقبول ﷺ	جناب قمر حجازی	07
حضور ﷺ کا عفوو درگزر	مولانا عطاء الرحمن رحیمی	08
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	حافظ خلیل الرحمن راشدی	10
قرآن کریم کی تلاوت کے اثرات	جناب عطاء اللہ تبسم	15
علماء حق کی بارہ نشانیاں	مولانا محمد وسیم اسلم	17
مصر کے آثار قدیمہ	قاضی عبدالصمد صارم	18

شخصیات

علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ......ایک یادگار شخصیت	مولانا منظور احمد آفاقی	24
جناب عبدالرؤف روفی رحمۃ اللہ علیہ مانسہرہ کا وصال	مولانا اللہ وسایا	27
حضرت مولانا محمد احمد بہاول پوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال	// // //	30
حضرت مولانا محمد عباس اختر رحمۃ اللہ علیہ خانیوال کا وصال	// // //	31
حضرت مولانا علی اصغر عباسی رحمۃ اللہ علیہ لاہور کا وصال	// // //	32
حضرت مولانا سید افسر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایبٹ آباد کا وصال	// // //	32

رد قادیانیت

مسلمانوں کی نسبت قادیانیوں کے عقائد	مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ	33
متفرق دلچسپ واقعات	مولانا اللہ وسایا	35
عقیدہ ختم نبوت کا مفہوم اور اس کی اہمیت	مولانا عبدالنعیم	37
سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام اور مرزا قادیانی	مولانا عزیز الرحمن ثانی	40
جناب چوہدری ممتاز احمد کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	ادارہ	45
ایک قادیانی نوجوان کا قبول اسلام	مولانا محمد قاسم رحمانی	49

متفرقات

مختصر اور متفرق پیغامات	حافظ عتیق الرحمن	50
تبصرۂ کتب	مولانا محمد وسیم اسلم	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	52

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۳ جلد: ۲۳

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

نگرانِ اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا غلام رسول دینپوری
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا مفتی محمد راشد مدنی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالرزاق	

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0300-4304277, 061-4783486

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

الحمدللہ... ماہنامہ ''الصدیق'' ملتان کے حصول کا مرحلہ مکمل ہوگیا

اللہ رب العزت کا لاکھوں لاکھ ہم پر شکر واجب ہے کہ ماہنامہ ''لولاک'' ملتان محرم الحرام ۱۴۴۰ھ کی اشاعت میں ہم نے ماہنامہ ''الصدیق'' ملتان کی فائلیں مکمل کرنے کے لئے جس تعاون کی قارئین ''لولاک'' سے درخواست کی تھی اس کا خاطر خواہ فائدہ ہوا کہ بہت سارے اہل علم دوستوں نے اس کے حصول کے لئے تعاون فرمایا اور یوں ایک دیرینہ آرزو کی تکمیل ہوگئی۔

ملتان میں جامعہ خیرالمدارس و جامعہ قاسم العلوم کے استاذ الحدیث، نامور عالم ربانی، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ؒ تھے۔ آپ ڈیرہ غازی خان کے رہائشی تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کے شاگرد تھے۔ آپ متذکرہ ملتان کے دونوں جامعات میں پڑھاتے بھی تھے اور ساتھ میں ''مکتبہ صدیقیہ'' کے نام پر بیرون بوہڑ گیٹ ایک ادارہ قائم کیا جو دینی کتب کی نشرواشاعت اور خرید و فروخت کا مثالی مکتبہ تھا۔ اس کے تحت آپ نے ماہنامہ ''الصدیق'' ملتان کی اشاعت کا ڈول ڈالا۔ علامہ عبدالرشید نسیم طالوت ؒ اور حضرت مفتی محمد عبداللہ ؒ کے برادر گرامی جناب مولانا عبدالکریم ؒ اس کے مرتب اور مدیر مسئول تھے۔ اپنے زمانہ میں یہ رسالہ بیک وقت وفاق المدارس، جمعیۃ العلمائے اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت کا واحد ترجمان تھا۔ اس کی اشاعت کا آغاز رجب ۱۳۷۰ھ مطابق اپریل ۱۹۵۱ء سے ہوا۔ یہ پہلی جلد کا پہلا شمارہ تھا۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ، مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری ؒ، مولانا قاری محمد طیب ؒ ایسے حضرات کے رشحات قلم سے مزین یہ رسالہ تھا۔ اس کے پہلے شمارہ کے ۴۸ صفحات تھے۔ قیمت پچاس پیسے تھی اور زر سالانہ پانچ روپے تھا۔

سولہ سال یہ رسالہ بڑی آب و تاب سے پاکستان میں دینی صحافت کی قیادت کا حامل رہا۔ اس کا آخری شمارہ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ مطابق اپریل ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا۔ جس پر جلد ۱۶ اور شمارہ ۶ درج ہے۔ اس رسالہ کے چند شمارے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی لائبریری میں تھے، مکمل فائلیں نہ تھیں۔ شاید کسی لائبریری میں اس کی سو فیصد مکمل فائلیں موجود نہ ہوں۔ رسالہ وقیع، معلوماتی تھا۔ اس کے مضامین سمندر علم کے موتیوں کی طرح گرانمایہ تھے۔ نیز راقم کو اس کی تلاش کی دو وجہ سے دھن پیدا ہوئی۔

ایک تو یہ کہ حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری ؒ ہمارے مکتب فکر کے نامور اہل قلم تھے۔

اپنے زمانہ کے ایک مانے ہوئے مصنف اور ادیب تھے۔ حضرت شیخ الہند مرحوم کے شاگرد تھے۔ نیلا گنبد انارکلی لاہور کی جامع مسجد کے خطیب تھے۔ متعدد کتب کے مصنف تھے۔ رئیس قادیان، ائمہ تلبیس، فتنہ قادیانیت، تیس جھوٹے مدعیان نبوت کے نام سے آپ کی تصانیف ہیں۔ سیرت کبریٰ دو جلدوں میں، سیرت النبی ﷺ پر ایسی عمدہ کتاب ہے جو آب زر سے لکھی گئی کا مصداق ہے۔ سیدنا عثمان بن عفانؓ کی سیرت، بیس رکعات تراویح، اصلاحات کبریٰ ایسی متعدد کتب کے آپ مصنف تھے۔ آپ کی تصنیفات کی فہرست میں سیرۃ سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کا نام بھی آتا ہے۔ فقیر راقم کو اس کتاب کی تلاش ہے۔ پاک و ہند کے کتب خانہ جات تلاش کر مارے، انٹرنیٹ کے ذریعہ دوستوں سے کہا، کہاں کہاں اس کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ تاحال اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔

اس کتاب کی تلاش میں یہ راز منکشف ہوا کہ حضرت مولانا ابوالقاسم دلاوری ؒ کی کئی کتابیں مکتبہ صدیقیہ ملتان سے حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ؒ نے شائع کی تھیں۔ ان میں بعض کتابیں مصنف کی وفات کے بعد بھی مکتبہ صدیقیہ سے شائع ہوئی تھیں۔ اب خیال ہوا کہ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ؒ کے ورثاء کے پاس اس کتاب سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کا مسودہ شاید مل جائے۔ اس لئے کہ:

۱...... اس کتاب کا نام مکتبہ صدیقیہ سے شائع ہونے والی مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری ؒ کی کتب میں ملتا ہے۔

۲...... یہ کتاب غالب گمان یہ ہے کہ شائع ہی نہیں ہوئی۔ شائع ہوئی ہوتی تو کہیں سے سراغ مل جاتا۔

ان دو امور کو سامنے رکھا جائے تو بھی غالب رائے قرار پاتی تھی کہ مسودہ مکتبہ صدیقیہ میں تھا۔ اب مکتبہ میں موجود مسودہ جات کو چھاننے کا عمل بھی مکمل کیا۔ لیکن مسودہ نہیں ملا۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب کے صاحبزادہ حضرت حافظ بلال مرحوم تھے۔ اب مفتی صاحب کے پوتے اور بلال صاحب کے صاحبزادہ مولانا محمد عارف ہیں جو باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل ہیں۔ ان سے نیازمندی کا تعلق قائم کیا تو انکشاف ہوا کہ مسودہ جات کا حضرت مفتی صاحب ؒ کا ایک بھاری بھرکم صندوق تھا۔ ایک بار ملتان میں شدید بارش ہوئی تو وہ صندوق بھی بارش کی نذر رہوا۔ وہ سارے مسودے ضائع ہوگئے۔ شاید کتاب سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ مصنفہ مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری ؒ کا مسودہ بھی اس میں ضائع ہوگیا ہو، بہت صدمہ ہوا مگر:

قارئین لولاک! کتب کی تلاش وحصول کا ایک وہ پاکیزہ نشہ ہے جو سمجھانے سے سمجھ میں آنے کا نہیں۔ جو اس نشہ کا عادی ہو، اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتنا فرحت بخش، روح افزاء اور زود اثر نشہ ہے۔ سونے

کے بنانے والے سونا بنا کر کیا خوش ہوتے ہوں گے جو کسی کتاب کی تلاش وحصول کے مرحلہ پر خوشی ہوتی ہے۔اس راہ کے کسی مسافر کا یہ جملہ کتنا وقیع ہے کہ:''کتابیں میری محبوبہ ہیں۔ان کی تلاش میں سرگرداں رہنا میرا مذہب ہے۔'' اب فقیر راقم کا خیال ہوا کہ مولانا مفتی محمد عبداللہ ؒ اپنے رسالہ ماہنامہ ''الصدیق'' ملتان میں کوئی قسط وار کتاب چھاپتے تھے۔جب وہ مکمل چھپ جاتی تو تمام قسطوں کو جمع کر کے کتاب شائع کردیتے تھے۔وہم ہوا کہ کہیں ''الصدیق'' میں سیرۃ سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ اقساط میں نہ چھپی ہو۔چلو ایسے ہے تو وہ قسطیں جمع کرتے ہیں تو کتاب تیار ہو جائے گی۔اس طرح ماہنامہ ''الصدیق'' کی تلاش کا جنون سوار ہوگیا۔

ماہنامہ الصدیق کے بعض شمارے دیکھے تو معلوم ہوا کہ مولانا علامہ عبدالرشید نسیم طالوت ؒ اس کے مرتب رہے۔آپ بھی دارالعلوم دیوبند کے فاضل، حضرت مدنی ؒ کے شاگرد، نامور شاعر اور کہنہ مشق قلم کار تھے۔ردقادیانیت پر جب قلم اٹھاتے تو قادیانیت ''تتے توے'' پر رقص کرتی نظر آتی تھی۔ان کا قلم اور شاعری دونوں قاطع قادیانیت تھے۔اب یہ بھی خیال ہوا کہ ''الصدیق'' کی فائلیں مکمل ہوجائیں تو علامہ طالوت ؒ کا نظم ونثر جو ردقادیانیت پر ہے اسے یکجا کر کے شائع کردیا جائے۔

میرے مولیٰ کریم، پالنہار، مالک ومولیٰ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کیسے پاکیزہ درد آپ نے دل دردمند میں جمع کردیئے ہیں۔اب ان دو وجوہات کے باعث ''الصدیق'' کی تلاش کا کام دو آتشہ ہوا اور کشتہ جان بن گیا۔آج اس پوزیشن میں ہوں کہ قارئین ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کو یہ عظیم خوشخبری سناؤں کہ ماہنامہ ''الصدیق'' ملتان کا سولہ سال کا مکمل ریکارڈ مل گیا ہے۔فائلیں مکمل ہوگئی ہیں۔اس حوالہ سے یہ بات اعزاز کا باعث ہے کہ فقیر کی معلومات کے مطابق کہیں بھی اس کا مکمل ریکارڈ نہیں۔جہاں کہیں ہے، اس کے بعض شمارے یا جلدیں ضرور شارٹ ہیں۔ہمارے پاس ریکارڈ مکمل ہوگیا ہے۔فالحمدللہ!

اب آیئے! اس حصول کے لئے جو جو مراحل طے کرنے پڑے اس سے آپ بھی باخبر ہوجائیں۔

سرائیکی کی کہاوت ہے:''رُل تے گئے آں، پر چس بڑی آئی اے'' یعنی خوار تو ہوئے لیکن مزہ بھی بڑا آیا۔

برادران! کراچی دفتر مجلس کی لائبریری جو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ، مولانا سعید احمد جلال پوری ؒ کی کتب پر مشتمل ہے۔اس میں سے کچھ شمارے ملے۔اقراء روضۃ الاطفال کراچی کی لائبریری سے ایک جلد ملی جس میں ایک مطلوب شمارہ ملا۔جامعہ خیرالمدارس سے کئی فائلیں ملیں۔مدرسہ اشاعت العلوم چشتیاں کی لائبریری سے بہت ساری فائلیں ملیں۔ان میں سے بعض کے فوٹو کرائے۔قاسم العلوم فقیر والی کی لائبریری سے بھی کسب فیض ہوا۔مدرسہ حسینیہ سلانوالی کی لائبریری سے ایک سال کی مکمل جلد مل گئی۔مکتبہ نور فیصل آباد، مدرسہ احیاء العلوم منڈی ماموں کانجن سے حضرت مولانا ضیاء الدین آزاد، حضرت مولانا عطاء

اللہ صاحب کی معرفت بہت کارآمد شمارہ جات مل گئے۔ مولانا خدا بخش ملتانی کی لائبریری اور مدرسہ عربیہ ظریف شہید سے بھی چند کاپیاں ملیں۔ گزشتہ دنوں باگڑ سرگانہ ختم نبوت کے پروگرام میں حاضری ہوئی۔ ایک دوست نے ایک مکمل جلد تھمادی۔ ابھی چند دن پہلے مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب نے چند شمارہ جات کے فوٹو ارسال کئے، مزہ کی بات تھی کہ یہ شمارہ جات اصل ہمارے پاس پہلے سے میسر آگئے تھے۔ مولانا صلاح الدین حضروی نے ایک دو شماروں کے فوٹو ارسال کئے۔ جامعہ قادریہ بھکر کی لائبریری سے ایک آدھ جلد مل گئی۔ مولانا محمد قاسم رحمانی (بہاول نگر)، مولانا محمد اسحاق ساقی (بہاول پور)، مولانا قاری محمد الیاس (اوکاڑہ)، ڈاکٹر دین محمد فریدی (بھکر)، مولانا محمد خبیب (ٹوبہ)، مولانا غلام مصطفیٰ (چناب نگر)، مولانا محمد قاسم (کراچی)، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر (لاہور)، مولانا عبدالحکیم نعمانی (چیچہ وطنی)، مولانا غلام رسول دین پوری، غرض جن جن حضرات نے اس سلسلہ میں معاونت فرمائی سب کا شکریہ۔

یاد رہے کہ ’’الصدیق‘‘ کی تلاش کا اصل اور پہلا داعیہ تو کتاب سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی تلاش کا تھا۔ افسوس کہ اس ماہنامہ میں بھی وہ شائع نہیں ہوئی۔ دوسرا داعیہ علامہ طالوت مرحوم کے رشحات قلم اور نظم کو جو رد قادیانیت پر ہیں، یکجا کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں مرحوم کے وارث مکرم جناب منظور احمد آفاقی سے بھی بہت کچھ مل گیا ہے۔ اب اسے ترتیب دینا ہے۔ اس کے لئے کون دوست تیار ہوتا ہے۔ اس پر محنت جاری ہے۔ ’’الصدیق‘‘ کی فائلوں کے دو سیٹ تیار کئے ہیں۔ ملتان لائبریری کا سیٹ تو مکمل ہے۔ چناب نگر لائبریری کے لئے بھی نا تمام سیٹ جمع ہوگیا ہے۔ کوشش ہوگی کہ جلدی پوری سولہ سال کی فائلوں کو سکین کر کے کمپیوٹر پر ڈال دیا جائے تاکہ دنیا فائدہ اٹھائے۔ اس کے لئے انتظار فرمائیے۔ اللہ رب العزت سے دعا فرمائیں کہ اس کی جلد توفیق رفیق ہو جائے۔

آخر میں دوستوں سے درخواست ہے کہ جن حضرات کے کتب و رسائل ایسے ہوں جو وہ کسی جگہ جمع کرنا چاہتے ہوں تو ملتان دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت کی لائبریری کو بھی ضرور خیال میں رکھا جائے۔

قارئین لولاک سے معذرت

ماہنامہ لولاک ملتان کے شمارہ جنوری، فروری ۲۰۱۹ء کے ٹائٹل پر سن اشاعت صحیح شائع ہوا۔ البتہ اس کے صفحات کی پیشانی پر دونوں ماہ بجائے ۲۰۱۹ء کے ۲۰۱۸ء شائع ہوگئے۔ ہمارے کمپوزر، ڈیزائنر اور نگران پروف ریڈر کی کرم فرمائی سے یہ غلطی ہوگئی۔ براہ کرم! تصحیح اور اس غلطی پر معذرت بھی قبول کر لی جائے۔ (ادارہ)

نعت رسول مقبول ﷺ

مرتبہ آپؐ کا ہے سبھی سے جدا خاتم الانبیاءؐ خاتم المرسلینؐ
خوب سے خوب ہے ہاں لقب آپؐ کا خاتم الانبیاءؐ خاتم المرسلینؐ

مشعل راہ ہے سیرت پاک جن و بشر کے لئے بے شبہ دوستو
آپؐ جیسا کہاں؟ رہبر و رہنما خاتم الانبیاءؐ خاتم المرسلینؐ

آپؐ ہی نے مٹائے سبھی فاصلے ذات کے پات کے حسب کے نسب کے
آپؐ ہی بے کسوں بے بسوں کی نوا خاتم الانبیاءؐ خاتم المرسلینؐ

زندگی آپؐ کی روشنی ہے بشر کے لئے بہتریں بہتریں
آپؐ کا راستہ آپؐ کا راستہ خاتم الانبیاءؐ خاتم المرسلینؐ

آپ کے دین کا نور چاروں طرف پھیلتا جا رہا ہے اے دیدہ ورو
ہے رواں اور دواں آپؐ کا قافلہ خاتم الانبیاءؐ خاتم المرسلینؐ

آپؐ کے نام پر وارتا ہے وہی تخت بھی تاج بھی مال بھی آل بھی
بھا گئی ہے جسے آپؐ کی ہر ادا خاتم الانبیاءؐ خاتم المرسلینؐ

حشر تک اب نہ کوئی نبی آئے گا نہ بروزی نہ ظلی نہ اصلی قمر
ساری مخلوق کے آپؐ ہیں پیشوا خاتم الانبیاءؐ خاتم المرسلینؐ

جناب قمر حجازی

حضور ﷺ کا عفوو درگزر

مرسلہ: مولانا عطاء الرحمٰن رحیمی کوئٹہ

غزوۂ احد میں حضور اکرم ﷺ کے اگلے چار دانت مبارک شہید ہوگئے۔ سرمبارک اور چہرۂ انور بھی زخمی ہوگیا۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے رنج واضطراب کی حالت میں گزارش کی: یارسول اللہ ﷺ! کاش آپ ان دشمنان دین پر بددعا کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں لعنت اور بددعا کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ لوگوں کو راہ حق کی طرف بلانے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔“

حضور پاک ﷺ کی ہجرت کے بعد مکہ میں سخت قحط پڑا۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ قریش چمڑا اور مردار کھانے لگے۔ ابوسفیان کو یہ بات معلوم تھی کہ حضور ﷺ کی دعا قبول ہوتی ہے۔ وہ مدینہ پہنچے اور آپ ﷺ سے ملتجی ہوئے کہ: ”محمد (ﷺ)! آپ ﷺ کی قوم قحط سے ہلاک ہورہی ہے۔ آپ ﷺ ان کے لئے دعا کیجئے۔ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے یہ نہیں کہا کہ میں ان لوگوں کے حق میں کیوں دعا کروں جنہوں نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور ہمیں اپنے گھروں سے نکالا؟ بلکہ آپ ﷺ نے فی الفور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی یہ دعا قبول فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو کوئی مجھ پر ظلم کرے میں اس کو قدرت انتقام کے باوجود معاف کردوں۔ جو مجھ سے قطع کرے، میں اس کو ملاؤں، جو مجھے محروم رکھے، میں اس کو عطاء کروں۔ غضب اور خوشنودی دونوں حالت میں حق گوئی کو شیوہ بناؤں۔“

اللہ کے نبی نے بہت ایذائیں جھیلیں۔ لیکن سخت ترین دن وہ تھا جب آپ ﷺ تبلیغ اسلام کے لئے طائف گئے۔ وہاں دعوت اسلام کے جواب میں لوگ سخت بداخلاقی سے پیش آئے۔ بازاری لفنگوں اور اوباشوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگایا۔ یہ بدمعاش آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑے اور ذات اقدس ﷺ پر بے پناہ سنگ باری شروع کردی۔ آپ ﷺ جدھر کا رخ کرتے یہ غول آپ ﷺ کا پیچھا کرتا۔ لیکن جب چاروں طرف سے پتھر برس رہے ہوں تو کہاں تک آپ ﷺ محفوظ رہ سکتے تھے؟ اتنی سنگ باری ہوئی کہ جسم مبارک لہولہان ہوگیا اور نعلین مبارک خون آلود ہوگئے۔ آخر آپ ﷺ نے بڑی مشکل سے ایک باغ میں انگور کی بیلوں میں پناہ لی اور اوباشوں سے پیچھا چھڑایا۔ حضرت زیدؓ نے آپ ﷺ کے جسم کا خون دھویا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ میرے لئے سخت ترین دن تھا۔ میں باغ سے نکل کر غم زدہ آرہا تھا کہ اچانک بادل کے ایک ٹکڑے نے میرے اوپر سایہ کردیا۔ میں نے جب نظر اٹھا کر دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا جو کچھ آپ ﷺ

کے ساتھ ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے دیکھا اور اگر آپ ﷺ کی مرضی ہو تو طائف کے دونوں پہاڑوں کو ملا کر یہاں کی جملہ آبادی کو تہس نہس کر دیا جائے۔ میں نے کہا: نہیں۔ میں ان کی ہلاکت و بربادی نہیں چاہتا۔ بلکہ مجھے خدا کے فضل سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو خدا واحد کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ عفو و درگزر کا یہی نتیجہ نکلا کہ گیارہ سال بعد یہی طائف والے تھے جو آپ ﷺ کی عداوت سے دست بردار ہو کر آپ ﷺ کے قدموں میں گر پڑے۔

شہر مکہ میں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی تھی۔ اناج یمامہ سے آتا تھا۔ یمامہ کے حاکم حضرت ثمامہؓ مسلمان ہوگئے اور انہوں نے مکہ معظمہ کی طرف غلے کی آمد بند کر دی۔ اس بندش سے قریش میں کہرام مچ گیا۔ انہوں نے سخت اضطراب اور بدحواسی کے عالم میں حضور ﷺ سے مدینہ میں رجوع کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت ثمامہؓ کے نام پیغام بھیجا کہ اناج کی بندش اٹھا لو۔ چنانچہ اناج مکہ پہنچنے لگا۔ حالانکہ یہ اہل مکہ وہی تھے جنہوں نے مسلسل تین سال تک آپ ﷺ کے خاندان والوں کا ایسا مقاطعہ کیا تھا کہ اناج کا ایک دانہ تک نہ پہنچنے دیتے تھے۔ ہاشمی بچے بھوک سے تڑپتے اور بلبلا اٹھتے تھے۔ لیکن ان ظالموں کے پتھر دل کسی طرح نہ پسیجتے تھے۔ بلکہ یہ گریہ و بکا سن کر رحم کرنے کے بجائے ہنستے اور خوش ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی یہ سب باتیں بھلا کر ان کے لئے اناج کی بندش ختم کر دی۔ یہ عفو و درگزر کی اعلیٰ مثال ہے جو ہمیں دنیا کی کسی بھی شخصیت میں نہیں ملتی۔ حضور کریم ﷺ کا یہ جذبہ میدان جنگ میں بھی رہتا تھا۔ بدر کے میدان جنگ میں لڑائی شروع ہونے سے پہلے مشرکین کی فوج کے آدمی اس حوض پر پانی پینے آتے، جو اسلامی لشکر کے قبضے میں تھا۔ مسلمانوں کی فوج نے یہ حوض اپنی ضرورت کے لئے تیار کیا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے مشرکین کو پانی پینے سے روکنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی پینے سے منع نہ کرو۔ پینے دو۔''

ان چند واقعات سے ہمیں آپ ﷺ کے عفو و درگزر اور دین کے دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کا پتہ چلتا ہے۔ آج بھی اگر ہم نبی کریم ﷺ کے ان اصولوں کو اپنانے کی کوشش کریں تو اس دنیا میں بھی کامیاب ہوں گے اور آخرت میں بھی رب ذوالجلال کے ہاں سرخرو ہوں گے۔

سکھر میں بھائی منیر احمد مہر کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے ناظم تبلیغ بھائی منیر احمد مہر کے والد عبدالرسول مہر دو سال علیل رہنے کے بعد ۲ جنوری ۲۰۱۹ء کی رات ۱۱ بجے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ مرحوم نیک، صالح، ملنسار اور علماء سے محبت کرنے والے انسان تھے۔ عالمی مجلس کے مولانا محمد حسین ناصر، مولانا عبداللطیف اشرفی و دیگر احباب نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور بھائی منیر احمد مہر، مفتی محکم الدین مہر و دیگر عزیز و اقارب سے اظہار تعزیت کیا۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین! (محمد عزیر گجر)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

قسط نمبر:1

حافظ خلیل الرحمٰن راشدی: سیالکوٹ

آپ کا اسم گرامی عبداللہؓ، کنیت ابوبکر، لقب صدیق وعتیق اور آپ کے والد ماجد کا نام ابوقحافہ عثمانؓ تھا۔

پیدائش: آپ کی ولادت مکہ معظمہ ۵۷۳ء میں ہوئی۔ نام عبداللہؓ رکھا گیا۔ قریش کی ایک شاخ بنوتیم سے تھے۔ والدہ ماجدہ کا نام حضرت سلمیٰؓ اور کنیت ام الخیر تھی۔ اوّل اسلام لانے والی تھیں۔ آپ کے والد گرامی ابوقحافہ عثمانؓ فتح مکہ کے وقت اسلام لائے اور ۱۴ محرم ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء کو بعمر ۹۷ سال انتقال ہوا۔ والدہ آپ کے زمانہ خلافت کے بعد تک زندہ رہیں۔ تاہم آپ کے والد گرامی سے پہلے انتقال کر گئیں۔

سلسلہ نسب: حضرت عبداللہ ابوبکر صدیقؓ بن ابوقحافہ عثمانؓ بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، رسول اکرم ﷺ سے تین سال عمر میں چھوٹے تھے۔

عتیق: طبقات ابن سعد ؒ کے مطابق عتیق کا لقب رسول اکرم ﷺ کی جانب سے ملا تھا۔ عتیق کے معنی دوزخ سے آزاد ہونا۔ لقب صدیق کے محرک حضرت جبرئیل امین علیہ السلام تھے۔ جب شب معراج میں رسول اکرم ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ میری قوم میں اس واقعہ کی تصدیق کون کرے گا تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت ابوبکرؓ آپ ﷺ کی تصدیق کریں گے، وہ صدیق ہیں۔

بچپن: آپ کو بچپن میں ہی نیک کاموں کی طرف رغبت اور ہر برے کام سے نفرت تھی۔ زمانہ جاہلیت میں شراب، جواء اور عصمت فروشی عام تھی۔ مگر آپ ہر کام سے بچے رہے اور اپنی جان پر برے کام حرام کر رکھے تھے۔ آپ بااخلاق اور عصمت وعفت کے محافظ، مسکینوں، غریبوں، یتیموں کے دستگیرہ اور مہمان نواز تھے۔ حافظ ابن عبدالبر ؒ اور علامہ جلال الدین سیوطی ؒ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عہد جاہلیت میں بھی شراب اپنے اوپر حرام کر لی تھی اور لہوولعب سے کنارہ کش رہتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد آپ کے اخلاق واوصاف میں کئی گنا اضافہ ہوگیا تھا۔

کاروبار: آپ کا پیشہ تجارت تھا اور کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ نے پہلا سفر اٹھارہ سال کی عمر میں کیا۔ یہ کاروبار نفع آور ثابت ہوا۔ جس سے آپ بڑے دولت مند اور صاحب ثروت ہوگئے۔ ابن ماجہ ؒ کا بیان ہے کہ آپ قریش میں سب سے ممتاز متمول تاجر تھے اور لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے۔ عقل وفہم، منصف، عادل اور اصابت رائے میں بھی مشہور تھے۔ اکثر اوقات قتل کے مقدمات آپ کے پاس پیش ہوتے تھے۔ علم انساب اور علم تاریخ کے ماہر تھے۔

دوست: آپ ایک ایسے دوست کی تلاش میں تھے جو لہو ولعب وغیرہ سے کوسوں دور اور اخلاق وآداب میں ممتاز مقام رکھتا ہو۔ چنانچہ آپ نے حضرت محمد ﷺ کا انتخاب کر کے ایسا مضبوطی سے دامن پکڑا کہ پھر کبھی نہ چھوڑا۔ حضور ﷺ کی قابل فخر رفاقت اور رہنمائی میں آپ نے وہ بلند مقام حاصل کرلیا جو رہتی دنیا تک حق کے علمبرداروں کے لئے مشعل راہ کا کام دیتا رہے گا۔ یہ اخلاق وفضائل کی مماثلت ہی تھی جس نے دونوں عظیم ہستیوں کو باہم رفاقت اور دوستی کے رشتہ میں منسلک کردیا۔ رسول اکرم ﷺ صبح وشام دونوں وقت آپ کے مکان پر تشریف لاتے اور یہ دستور بعد اسلام بھی قائم رہا۔ آپ سچے محب رسول ﷺ تھے۔

تصدیق کرنے والا پہلا مسلمان: رسول اکرم ﷺ پر جب پہلی بار وحی نازل ہوئی تو اس وقت آپ یمن گئے ہوئے تھے۔ واپسی پر سرداران قریش نے آپ سے رسول اکرم ﷺ کے دعوئ نبوت کا ذکر کیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ واقعی آپ ﷺ رسول خدا ہیں۔ میرے دوست نے کبھی غلط بات نہیں کی۔ ہمیشہ سچ فرماتے رہے ہیں۔ آپ کا قلب صادق تڑپ اٹھا اور اسی وقت آپ اپنے بہترین رفیق کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بلا جھجک پکار اٹھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خداوند کریم وحدہ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس لحاظ سے مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا اور اسی شام کو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بھی اسلام قبول کیا تھا۔

ہجرت حبشہ: ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد آپ نے اپنی تمام دولت، قابلیت، اثر ورسوخ، قوت، جان اور اولاد غرضیکہ جو کچھ بھی آپ کے پاس تھا سب کچھ دین حق کی راہ میں وقف کر دیا۔ مگر اپنی عظمت وجلالت، اثر ورسوخ اور مال ودولت کے باوجود کفار مکہ کے ظلم وستم کے ہاتھوں محفوظ نہ تھے۔ جب یہ مصائب حد سے بڑھ گئے تو رسول اکرم ﷺ نے ہجرت حبشہ کا حکم دیا۔ پہلی بار گیارہ مرد اور چار عورتیں اور دوسری بار اس سے زیادہ افراد نے ہجرت کی۔ آپ بھی حبشہ کی طرف روانہ ہوئے مگر مصائب سے بچنے کے لئے نہیں بلکہ عبادت الٰہی کے لئے بہتر گوشے کی تلاش میں۔ لیکن ابھی مکہ معظمہ سے یمن کی طرف تین روز کی مسافت ہی طے کی تھی کہ برک الغماد کے مقام پر قبیلہ القارہ کے سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ آپ نے کہا میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ ارادہ ہے کہ کہیں گوشہ نشین ہوکر یاد الٰہی کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا تم جیسا شخص نہ نکل سکتا ہے نہ نکالا جاسکتا ہے۔ وہ آپ کو مکہ معظمہ واپس لے آیا اور مکہ معظمہ ہی میں رہے تا آنکہ ہجرت مدینہ طیبہ کا وقت آگیا۔ جب رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ طیبہ ہجرت کرجانے کا حکم دیا۔ آپ نے بھی اپنے لئے اجازت چاہی۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ابھی ٹھہرو۔ کیونکہ امید ہے کہ مجھے بھی اجازت مل جائے گی۔

ہجرت مدینہ طیبہ: رسول اکرم ﷺ نے ہجرت مدینہ طیبہ کے وقت اسی با اعتماد دوست کو رفیق سفر بنایا۔ اس اہم واقعہ کا ذکر قرآن مجید سورۃ الانفال میں بھی آیا ہے۔ ہجرت کا واقعہ ایک پرخطر راز تھا۔ حضرت

ابوبکر صدیقؓ اور آپ کے خاندان کے سینے اس راز کے مدفن بن گئے تھے۔ مدینہ طیبہ پہنچنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ ﷺ کا کنبہ جو بظاہر حضرت ام رومانؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت اسماءؓ اور شاید حضرت عبداللہؓ پر مشتمل تھا، ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ عثمانؓ مکہ معظمہ ہی میں رہے اور بیٹے عبدالرحمٰن نے تو جنگ بدر ۲ھ اور احد ۳ھ میں مسلمانوں کے خلاف جنگ بھی کی۔ اگرچہ فتح مکہ معظمہ ۸ھ سے پہلے ہی اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے تھے۔ آپ کے ماں باپ اولاد اور پوتے اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ یہ شرف اور کسی کو نہیں ملا۔

مواخات: حضرت خارجہ بن زید انصاریؓ سے آپ کی مواخات ہوئی جو بعد میں آپ کے خسر بنے۔

مسجد نبوی ﷺ: مسجد نبوی ﷺ جو مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے تعمیر ہوئی۔ اس کی قیمت بھی آپ نے ہی ادا کی۔ یہ رقم ان پانچ ہزار درہم میں سے ادا ہوئی جو آپ مکہ معظمہ سے بوقت ہجرت ہمراہ لائے تھے۔ مسجد کی یہ زمین دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ انہوں نے برضا و رغبت یہ زمین بلا معاوضہ دینا چاہی تھی۔ مگر رسول اکرم ﷺ نے مناسب نہ سمجھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی یہ آخری پونجی تھی جو راہ خدا میں قربان کر دی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی پیاری بیٹی عائشہ صدیقہؓ کا نکاح رسول اکرم ﷺ سے مکہ معظمہ میں کیا اور رخصتی مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ یوں خسر رسول ﷺ ہونے کا اعزاز ملا۔

غزوات: تمام غزوات میں آپ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ شامل رہے اور ہمیشہ رسول اکرم ﷺ کے پہلو میں حاضر رہتے۔ پر خطر اور نازک لمحات میں آپ ایک چٹان کی مانند مستقل مزاج رہتے اور کبھی ہمت نہ ہارتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کے فیصلوں کی بلا تامل اور پورے خلوص سے تائید کرتے۔ آپ محب رسول، فنافی الرسول ﷺ، مشیر رسول ﷺ اور رفیق غار تھے۔

فتح مکہ معظمہ: رمضان المبارک ۸ھ میں جب فتح مکہ معظمہ ہوا تو اس موقعہ پر رسول اکرم ﷺ شہر میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ القصواء نامی اونٹنی پر سوار تھے۔ ۹ھ میں رسول اکرم ﷺ نے آپ کو امیر الحج مقرر فرمایا تھا۔

امامت و خلافت کا مسئلہ: رسول اکرم ﷺ کی آخری بیماری کے دوران آپ ﷺ کے حکم سے مسجد نبوی میں کئی نمازوں کی امامت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ کی موجودگی میں کوئی امام نہ بنے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ منورہ میں خلافت کا مسئلہ پیدا ہوا اور مہاجرین و انصار نے اس مسئلہ کو خوش اسلوبی کے ساتھ حل کر لیا۔

مرتدین کا انسداد...... جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ

رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری ایام میں تین مردوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

(۱)اسود عنسی: یہ ایک کاہن اور شعبدہ باز شخص تھا۔آنحضرت ﷺ نے اس کے مقابلہ میں حضرت معاذؓ بن جبل کی قیادت میں لشکر بھیجا اور فیروزؓ نامی ایک غازی نے اس کو قتل کر دیا۔جس کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:’’فاز فیروز‘‘(فیروز کامیاب ہوگیا) اس کامیابی کی خبر آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کے آغاز خلافت میں بذریعہ قاصد پہنچی۔

(۲)مسیلمہ کذاب: آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں اس نے شہر یمامہ میں دعویٰ نبوت کیا اور آپ ﷺ کو ایک خط بھی بھیجا۔جس میں لکھا تھا کہ:’’من مسیلمة رسول الله الی محمد رسول الله اما بعد فان الارض نصفها لی و نصفها لک‘‘﴿یہ خط مسیلمہ رسول اللہ (کذاب) کی طرف سے محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف ہے۔امابعد! زمین آدھی میری اور آدھی آپ کی ہے۔﴾

اس کا جواب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:’’من محمد رسول الله الی مسیلمة کذاب اما بعد فان الارض لله یورثها من یشاء من عباده والعاقبة للمتقین‘‘﴿محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف۔امابعد! زمین اللہ کی ہے جس کو چاہے اس کا وارث بناتا ہے اور عاقبت (دارالآخرت) پرہیز گاروں کے لئے ہے۔﴾

آنحضرت ﷺ کے بعد اس کے مقابلہ کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کی قیادت میں جو لشکر بھیجا اس میں مسیلمہ کذاب کو قتل کر دیا گیا۔

(۳)طلیحہ اسدی: اس نے بھی دور رسالت میں دعویٰ نبوت کیا۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کی قیادت میں اس کے مقابلہ کے لئے لشکر بھیجا۔وہ دوران جنگ بھاگ گیا اور بعد میں تائب ہوگیا۔خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے طرز عمل سے ہی یہ ثابت ہوگیا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد مدعی نبوت واجب القتل ہے۔ان تین مردوں کے علاوہ سجاح نامی ایک عورت نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔جس کا مسیلمہ کذاب سے پھر نکاح بھی ہوگیا تھا۔مسیلمہ کذاب کے قتل کے بعد آخر میں پھر سجاح نے اسلام قبول کر لیا تھا۔حضور ﷺ کے وصال کے بعد بہت سے فتنوں نے سر اٹھایا۔

منکرین زکوٰۃ

بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور انکار فریضہ زکوٰۃ کی وجہ سے وہ مرتد ہوگئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے بھی قتال کیا۔ان میں سے بعض تائب ہوگئے تھے اور بعض مقتول ہوئے۔

تارکین اسلام

کئی قبائل اسلام لانے کے بعد مرتد ہوگئے۔یعنی انہوں نے دین اسلام کا انکار کر دیا۔مرتدین کے ان فتنوں کا خاتمہ کرنا ضروری تھا۔چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد فوری طور پر

اس کی طرف توجہ کی اور مرتدین کے انسداد کے لئے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے مختلف اسلامی لشکروں کو ترتیب دیا اور فتنہ ارتداد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی ؒ لکھتے ہیں: حضرت صدیقؓ ہی تھے جن کی قوت قلبیہ نے اس وقت رنگ دکھلایا اور کوہ استقامت بن کر تمام پریشانیوں کو انہوں نے جھیلا اور چند ہی روز میں مطلع اسلام پر جو غبار آ گیا تھا اس کو صاف کر دیا۔ حضرت صدیقؓ نے جس وقت ان مرتدین سے قتل کا ارادہ فرمایا۔ بعض صحابہ کرامؓ نے بھی اس امر میں ان سے اختلاف کیا۔ بعض لوگ تو یہ کہتے تھے کہ ان سے قتال کرنا ہی نہیں چاہئے اور بعض کا یہ قول تھا کہ اس وقت مصلحت نہیں ہے۔ یہ وقت اسلام کے لئے بہت نازک ہے۔ اس وقت تالیف قلوب سے کام لینا چاہئے۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے بھی ان سے اختلاف کیا اور نرمی کی صلاح دی۔ جس پر حضرت صدیقؓ نے وہ جلال بھرے ہوئے الفاظ فرمائے کہ آج ان کو سن کر بدن کانپ جاتا ہے۔ فرمایا: ’’اجبار فی الجاهلية وخوار فی الاسلام‘‘ ﴿اے عمرؓ! تم جاہلیت میں تو بڑے بہادر تھے۔ اسلام میں ایسے نرم بن گئے۔﴾ اور فرمایا: ’’تم الدین وانقطع الوحی اینقص الدین وانا حی‘‘ ﴿دین کامل ہو چکا، وحی الٰہی بند ہوگئی، کیا دین پر زوال آئے اور میں زندہ رہوں؟﴾ یعنی میری زندگی میں دین پر یہ آفت آئے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ قصہ مشکوٰۃ میں منقول ہے۔ اس سلسلہ میں امام اہل سنت ؒ لکھتے ہیں: حضرت صدیقؓ کے اس کارنامہ یعنی قتال مرتدین کو انجام کار میں تمام صحابہؓ نے بڑی عزت کی نظر سے دیکھا۔

حضرت فاروق اعظمؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صدیقؓ میری تمام عمر کی عبادت لے لیں اور مجھے صرف اپنی ایک رات اور اپنے ایک دن کی عبادت دے دیں۔ ’’اما ليلة فليلة الغار واما يوم فيوم الردة‘‘ یعنی رات سے مراد شب غار ہے اور دن سے مراد فتنہ ارتداد کا دن ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: ’’قام فی الردة مقام الانبیاء‘‘ (یعنی) فتنہ ارتداد میں حضرت صدیقؓ نے وہ کام کیا جو پیغمبروں کے کرنے کا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: ’’کرهناه فی الابتداء وحمدناه فی الانتها‘‘ (یعنی) ہم لوگوں نے ابتداء کو قتال مرتدین کو ناپسند کیا تھا۔ مگر انجام دیکھ کر پھر ہم سب حضرت صدیقؓ کے شکرگزار ہوئے۔ (تحفۂ خلافت (مجموعہ تفسیر آیات قرآنی) تفسیر آیت قتال المرتدین)

علامہ اقبال مرحوم نے حضرت صدیق اکبرؓ کی انہیں ملی خدمات اور خصوصیات کو ان اشعار میں بیان کیا ہے:

آں امن الناس بر مولائے ما   آں کلیم اول سینائے ما

ہمت او کشت ملت را چو ابر   ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

قرآن کریم کی تلاوت کے اثرات

جناب عطاء اللہ تبسم

قرآن کریم ایک مقدس اور مقبول کتاب ہے، جسے روئے زمین پر دن رات کروڑوں مسلمان پڑھتے اور اس سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ اگر یہ کتاب پہاڑوں پر اتاری جاتی تو پہاڑ بھی پانی کی مانند پگھل کر بہہ جاتے۔ چنانچہ اس مقدس کتاب کے اثرات آپ کو مندرجہ ذیل مختصر واقعات سے معلوم ہوں گے:

- اصحمہ نجاشی ایک عیسائی تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا۔ ایک مرتبہ وہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا جعفر طیارؓ نے اسے سورۂ مریم سنائی۔ وہ بے اختیار رونے لگا اور اپنے لئے گلزار جنت کی آبیاری کرنے لگا۔
- حضرت عمر فاروقؓ اپنی خلافت کے ایام میں ایک دفعہ مسجد کو آرہے تھے کہ راستہ میں آتے آتے بیمار ہو گئے یہاں تک کہ راہ ہی میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور پھر گھر پہنچائے گئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کوئی شخص قرآن مجید پڑھ رہا تھا۔ آیت عذاب سن کر حالت اتنی متغیر ہو گئی۔
- لبید عامری وہ زبردست شاعر تھا جس کے اشعار کی نسبت یہ ضرب المثل جاری وساری تھی: ”ان کے شعروں کو اپنی گردنوں پر لکھ لو خواہ تمہیں خنجروں کی نوک سے لکھنا پڑیں“ حضرت عمر فاروقؓ سے وہ ایک بار ملنے کو آئے تو خلیفہ نے مہمان کی دل جوئی کے طور پر فرمایا: کچھ اپنے اشعار سناؤ۔ انہوں نے کہا: امیر المؤمنین! جب سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم عطاء کیا ہے تب سے مجھے اشعار میں کچھ مزہ نہیں آتا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے خوش ہو کر ان کے وظیفہ میں سالانہ پانچ سو کی زیادتی کر دی۔
- سیدنا ابو طلحہؓ انصاری نے قرآن مجید کی جب یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے: ”نیکی کا اصل درجہ نہیں مل سکتا جب تک کہ اللہ کی راہ میں وہ شئے صرف نہ کرو جو تمہیں بہت پیاری ہے۔“ ان کے پاس ایک باغ تھا جس کی سالانہ آمدنی پچاس ہزار تھی۔ اسی وقت بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہ باغ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔
- ولید بن مغیرہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے چند آیتیں پڑھیں جن کو سنتے ہی اس نے گردن جھکائی اور شرمندہ ہو کر حضور ﷺ کی خدمت سے واپس گئے اور اپنی قوم سے جا کر کہا کہ: ”میں شعر گوئی سے خوب واقف ہوں۔ میں نے ایسا کلام جو حضور ﷺ پڑھتے ہیں کبھی نہیں سنا۔ وہ ہرگز شعر نہیں۔“
- سیدنا جبیر بن مطعمؓ صحابی فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں غزوہ بدر کے دن قریش کے قیدی رہا کرانے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ مغرب کی نماز

پڑھاتے تھے۔ حضورﷺ نے نماز میں یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے: ’’اے نبی! بے شک تمہارے رب کا عذاب آنے والا ہے۔ پھر کوئی اس عذاب کو دفع نہیں کر سکے گا۔‘‘ جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ اس آیت کو سن کر میرا کلیجہ پھٹنے لگا۔

✿...... حضرت عمر فاروقؓ قبل از اسلام گھر سے آنحضورﷺ کے قتل کے ارادہ سے نکلتے ہیں۔ لیکن اپنی بہن کی زبانی قرآن پاک کی چند آیتیں سن کر موم ہو جاتے اور کہتے ہیں: چلو مجھے اس کی خدمت میں لے چلو جس نے تمہیں یہ سبق پڑھایا ہے اور آنحضورﷺ کے قتل کے بجائے غلامی میں رہنا پسند کرتے ہیں۔

✿...... بڑے بڑے بادشاہ محمود صلاح الدین یوسف اور عبدالرحمٰن الداخل اور منصور عباسی جیسے باجبروت تاجوروں کو ان کی غضب ناک حالت یا انتقامی صورت سے اگر کوئی چیز روکنے والی ہوئی تھی تو قرآن کی ایک آیت جسے اہل دربار میں کوئی ایک شخص کسی گوشہ سے پڑھ دیتا تھا اور بادشاہ کی حالت یہ ہو جاتی تھی۔ گویا آگ کی چنگاری پر منوں پانی آ پڑا۔

یہی وہ واقعات ہیں جو قرآن کے اثرات کا ثبوت دیتے ہیں اور یہی وہ واقعات ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ کتاب مجید کی عظمت اور فرقان حمید کی عزت دلوں پر کتنی فرمانروا رہی۔

آج ہم بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا شوق پیدا کریں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں پر ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے نجات دارین حاصل ہوتی ہے جو لوگ قرآن کریم پڑھ چکے ہیں، انہیں چاہئے کہ ہر روز صبح اٹھ کر نماز سے فارغ ہو کر قرآن کریم کی تلاوت کریں اور تلاوت کا کبھی ناغہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو قرآن کریم پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۱۴ر نومبر ۱۹۷۹ء)

فیصل آباد کے سخاوت علی قادیانی کا قبول اسلام

۱۴ر دسمبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ جامع مسجد الرشید میں تمام نمازیوں کے سامنے سخاوت علی گل مکان نمبر ۹-۴/بی شادمان ٹاؤن سرگودھا روڈ فیصل آباد کے رہائشی نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کر لیا۔ تمام اہل اسلام کو مبارک ہو۔

فیصل آباد چک ۱۹۴ کی ایک خاتون کا قبول اسلام

فیصل آباد چک نمبر ۱۹۴، ر.ب چھوٹا لاٹھیانوالہ میں جناب محمد جاوید کی والدہ محترمہ سلیمہ بی بی صاحبہ نے مرزا قادیانی ملعون اور اس کے ماننے والوں پر لعنت بھیج کر مولانا محمد عارف حسان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اہل اسلام کو بہت بہت مبارک ہو۔

علماءِ حق کی بارہ نشانیاں

مولانا محمد وسیم اسلم

علماءِ حق یا علماءِ آخرت کی بارہ نشانیاں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

۱...... اپنے علم سے دنیا نہ کماتا ہو۔

۲...... اس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔

۳...... ایسے علوم میں مشغول ہو جو آخرت میں کام آنے والے ہوں اور نیک کاموں میں رغبت پیدا کرنے والے ہوں۔

۴...... کھانے پینے اور لباس کی نزاکتوں کی طرف متوجہ نہ رہے بلکہ ان چیزوں میں میانہ روی ہو۔

۵...... بادشاہوں اور حکام سے دور رہے۔ چنانچہ اسی لئے حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو فتنوں کی جگہ کھڑے ہونے سے بچاؤ، پوچھا گیا کہ فتنوں کی جگہ کون سی ہے؟ فرمایا کہ اُمراء کے دروازے، کہ ان کے پاس جا کر ان کی غلط کاریوں کی تصدیق کرنی پڑتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بدترین علماء وہ ہیں جو حکام کے دربار میں حاضر ہوں اور بہترین حاکم وہ ہیں جو علماء کے دروازے پر حاضری دیں۔

۶...... فتویٰ صادر کرنے میں جلدی نہ کرے اور مسئلہ بتانے میں بھی احتیاط سے کام لے۔

۷...... اس کو باطنی علم یعنی سلوک کا زیادہ اہتمام ہو اپنی اصلاح قلب و اصلاح باطن میں بہت زیادہ کوشش کرتا ہو۔

۸...... اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان اور یقین بہت زیادہ بڑھا ہوا ہو کیونکہ یقین ہی راس المال ہے۔

۹...... اس کی ہر حرکت و سکون سے خوف خدا ٹپکتا ہو۔

۱۰...... وہ ان مسائل کا بہت زیادہ اہتمام کرتا ہو جو اعمال سے اور جائز ناجائز سے تعلق رکھتے ہوں۔

۱۱...... اپنے علوم میں بصیرت کے ساتھ نظر کرنے والا ہو۔

۱۲...... بدعات سے بہت زیادہ شدت اور اہتمام کے ساتھ بچتا ہو۔

یہ علماء حق کی بارہ نشانیاں ہیں۔ علم حاصل کرنا آج کے جدید دور میں آسان ہے۔ اس پر عمل کرنا اس پُرفتن دور میں انتہائی مشکل ہے۔ علم کے ساتھ ان نشانیوں پر عمل بھی ہو تو پھر ایک عالم دین کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہو جاتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں بھی عمل کی توفیق دیں۔ آمین!

مصر کے آثار قدیمہ

قاضی عبدالصمد صارم

اہرام

اہرام دنیا کے عجائبات میں سے ہیں۔ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصری لوگ علم ہندسہ و جر ثقیل میں بڑے ماہر تھے۔ان کی صحیح تاریخ بتانا بہت مشکل ہے۔بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ زمانہ نوح علیہ السلام سے پیشتر بھی ان کا وجود تھا۔بعض لوگ بارہ ہزار سال پیشتر کی تعمیر بتلاتے ہیں۔جیزہ کے قریب والے اہرام بہت مشہور ہیں۔یہ تین مینارے مخروطی الشکل ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔ان میں سب سے بڑا مینار چیولیس والا ہے۔یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے کئی ہزار برس پہلے کی تعمیر ہے جو چار سو فٹ بلند ہے۔اوپر تلے چبوترے ہیں جنہوں نے مثلثی شکل اختیار کرلی ہے۔سب سے اوپر کا چبوترا جو نیچے سے ایک چوٹی کی شکل میں دکھائی دیتا ہے تیس فٹ کا ہر ضلع رکھتا ہے۔اندر چیولیس کا مقبرہ ہے۔یہاں ہر چند آدمی کھڑے رہتے ہیں۔کچھ پیسے دینے پر وہ لوگ منٹوں میں اس قدر سرعت سے اس پر چڑھ جاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔جب کہ عام لوگوں کو گھنٹہ آدھ گھنٹہ لگ جاتا ہے۔اوپر چڑھنے پر عجب منظر دکھائی دیتا ہے۔پتھر کھردرے اور سیاہ رنگ کے ہیں۔ایک پتھر پر لکھا ہے کہ صرف مزدور کے لہسن اور پیاز میں تقریباً اڑھائی لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ایک لاکھ مزدوروں نے کام کیا جو ہر سہ ماہی پر بدلتے رہتے تھے۔بیس برس میں یہ عمارت اختتام کو پہنچی۔یہ منارہ چوپہل مثلث ہے۔اس کے اندر جانے کے لئے ایک سرنگ ہے جس میں آج کل دو طرفہ بجلی لگی ہوئی ہے۔بہت جھک کر چلنا پڑتا ہے۔اس کے اندر ایک بڑا کمرہ ہے۔یہ کمرہ ایک سو پچیس فٹ لمبا ہے جس میں ملکہ کی نعش اور سامان وغیرہ رکھا ہوا ہے۔تعمیر میں ہر پتھر کم از کم تیس فٹ کا لگایا گیا ہے۔تعمیر اس کاری گری سے کی گئی ہے کہ چونے وغیرہ کا نام نہیں مگر اس پر بھی بے حد مضبوط ہے۔ممکن نہیں کہ امتداد زمانہ کے باوجود ذرا سی بھی دراڑ کہیں پڑی ہو۔اس کے اندر دروازہ پہلے نہ تھا بلکہ بعد میں کھولا گیا ہے۔سلطان صلاح الدین کو کسی نے بہکا دیا تھا کہ اہرام کے اندر بیش بہا خزانہ ہے۔چنانچہ اس نے ان میں سے ایک اہرام کو کھدوانا شروع کیا مگر لوگوں کو اس کے منہدم کرنے میں بہت دشواریاں لاحق ہوئیں اور بہت کافی خرچ ہوا۔تب صلاح الدین اس حرکت سے باز آیا۔

بڑے اہرام میں دریائے نیل سے پانی لانے کا بھی انتظام تھا۔مگر اب وہاں تار کھنچوا دیئے گئے ہیں۔

اہرام سقارہ اور اہرام غزینہ بھی مشہور ہیں۔ان اہرام کے قریب اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے اہرام ہیں جن کی صحیح تعداد بتانا مشکل ہے۔اہرام کی بناوٹ اس طرز پر ہے کہ ایک چبوترا بنایا گیا ہے۔اس

سے اوپر ایک اور چبوترا قدرے چھوٹا بنایا گیا ہے۔ اس سے اوپر علیٰ ہذا القیاس۔ لہٰذا ہر طرف زینہ کی سی شکل پیدا ہوگئی ہے۔ اہرام کے قریب اونٹ وغیرہ بھی سواری کے لئے ملتے ہیں۔ اکثر سیاح اونٹ کی سواری کا لطف اٹھاتے ہیں۔ یہ اہرام دراصل قبریں ہیں۔ قدیم مصریوں کا عقیدہ تھا کہ روح انسانی مرنے کے بعد کھانے پینے اور ہر اس چیز کی محتاج رہتی ہے جس کی وہ دنیا میں عادی تھی۔ اس نظریہ کے ماتحت ان میں زیورات، روپیہ، پیسہ غرض ہر چیز رکھی جاتی تھی۔

اہرام تک ٹرام سروس ہے۔ اکثر مصری نوجوان چاندنی راتوں میں سیر کے لئے اس طرف آجاتے ہیں۔ ہرم کے معنی عربی میں بوڑھے کے ہیں۔ اس مناسبت سے ان کو اہرام کہتے ہیں۔ انگریز ان کو پیرامڈس بولتے ہیں۔ یہ تمام پہاڑی علاقہ ہے۔ مگر یہاں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ اہرام کے قریب دریائے نیل سے ایک نہر بھی کاٹ کر لائی گئی ہے۔ اس کے قریب مصر کا مشہور اسٹوڈیو ہے جہاں مصری فلمیں تیار ہوتی ہیں۔ بعض لوگ اہرام کو سرسری نظر سے دیکھ کر چلے آتے ہیں، اندر نہیں جاتے۔ نہ اہرام کی چڑھائی کا لطف حاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ اہرام اندر سے قابل دید ہیں۔ بعض مصری نوجوان کوٹ کی جیب میں رومال اس طرح رکھتے ہیں کہ تینوں اہرام کی شکل بن جاتی ہے۔ مصر کا مشہور جریدہ اہرام ہے یہ ایک عیسائی کی ادارت میں نکلتا ہے۔

ابوالہول یا اسفنکس

چپولیس والے اہرام کے قریب ہی ابوالہول کا مجسمہ ہے۔ یہ مصریوں کا پرانا معبد ہے۔ یہ مجسمہ بہت بڑا ہے۔ اس کا منہ عورت کا سا ہے اور دھڑ شیر جیسا۔ اگلی ٹانگیں پچاس فٹ لمبی ہیں۔ سر چودہ فٹ چوڑا ہے۔ ایک مدت تک یہ مٹی میں مدفون رہا۔ اب مٹی وغیرہ صاف کر دی گئی ہے۔ اس کے قریب معبد ابوالہول ہے جو زیر زمین ہے۔ اس مندر میں سبز و سیاہ پتھر کے ستون سات سات گز کے ہیں اور بھی مختلف قابل دید چیزیں اس میں موجود ہیں۔ اگرچہ اس مندر کی اور اہرام کی اکثر چیزیں میوزیم میں لا کر داخل کر دی گئی ہیں۔ یہاں ایک تہہ خانہ ہے جہاں ممی (نعش کو مصالحہ لگانے) کے کچھ برتن دھرے ہیں۔ اندر بے حد اندھیرا ہے۔ بغیر شمع کے جانا مشکل ہے۔

چاہ یوسف

اس کو زندان یوسف بھی کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یوسف علیہ السلام یہاں قید کئے گئے تھے۔ مگر یہ غلط ہے۔ دراصل صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ چاہ منسوب ہے۔ صلاح الدین کا نام یوسف تھا۔ اس لئے یہ چاہ یوسف کہلاتا ہے۔ لوگوں کو نام سے التباس ہوگیا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے متعلق یہی لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام یہاں مقید رہے۔ لیکن مولانا نے تحقیق نہیں کی۔ محافظ کی سنی سنائی بات پر یقین کر لیا۔ اس کی گہرائی دو سو فٹ ہے۔ تین سو سیڑھیاں اس کے اندر ہیں۔ چاہ بہت تاریک ہے۔

باوجودیکہ دربان میرے ساتھ دوموم بتیاں لئے ہوئے تھا۔ مگر پھر بھی تاریکی بے انتہا تھی۔ یہ چاہ قلعہ صلاح الدین کے قریب واقع ہے۔

قلعہ صلاح الدین ؒ

کوہ مقطم پر دوسو پچاس فٹ کی بلندی پر ایک قلعہ ہے۔ یہ قلعہ صلاح الدین ایوبی ؒ فاتح جنگ صلیب وہلال کی طرف منسوب ہے۔ راستہ نہایت اچھا بنایا گیا ہے۔ سواریاں خوب آ جاسکتی ہیں۔ قلعہ اب مسمار ہوگیا ہے۔ اس کے قریب جامع الجیوش ہے۔ اس قلعہ کی تعمیر ۱۱۶۶ء میں ہوئی۔ علامہ شبلی ؒ نے اپنے سفرنامہ میں اس قلعہ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن مولانا اوپر نہ جاسکے۔ باہر ہی سے دیکھ کر واپس آ گئے تھے۔ بعض سیاح قلعہ صلاح الدین ؒ اور قلعہ محمد علی میں فرق نہیں کرتے۔ چونکہ یہ دونوں قلعے قریب قریب واقع ہیں۔ اس لئے لوگوں کو مغالطہ ہوجاتا ہے وہ محمد علی کے قلعہ کو بھی سلطان صلاح الدین ؒ کا قلعہ سمجھ بیٹھتے ہیں۔

خان خلیل اور بیت القاضی

جامع سیدنا حسینؓ کے پاس ایک پرانا بازار ہے جہاں ہر ملک کے تاجر اپنے ہاں کی مخصوص صنعتیں فروخت کرتے ہیں۔ دوردور کے سیاح یہاں دیگر ممالک کی چیزیں خریدنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ بازار بالکل پرانے طرز کا ہے اور اوپر سے پٹا ہوا ہے۔ اس کے قریب امام ابویوسف ؒ کا گھر ہے جس کو بیت القاضی کہتے ہیں۔ ایک بڑی سی حویلی ہے جس کے درودیوار پر پچکاری کا کام ہے۔ دروازہ عالی شان اور بلند ہے۔ اس پر بھی پرانے طرز کی پچکاری ہے۔

بیت جمال الدین افغانی

یہ مشہور لیڈر سید جمال الدین افغانی ؒ کا گھر ہے۔ جامع ازہر کے قریب واقع ہے۔ چھوٹی سی حویلی ہے۔ اب شکستہ حال میں ہے۔

سوق العصر

یہ وہ جگہ ہے جہاں پرانے زمانے میں غلام اور باندی فروخت ہوتے تھے۔ قلعہ محمد علی کے قریب واقع ہے۔ اب یہاں کوئی خاص بازار نہیں لگتا۔ گاہے بگاہے کوئی میلہ لگ جاتا ہے۔

جامع ازہر

فسطاط کے بعد جب قاہرہ دارالسلطنت قرار پایا تو المعزلدین اللہ نے ۳۵۹ھ میں اس مسجد کی تعمیر شروع کی یعنی شہر قاہرہ کے ساتھ ساتھ اس مسجد کی تعمیر ہوئی۔ نہایت عالی شان مسجد ہے۔ اس میں مختلف رواق یعنی دالان ہیں، رواق الشوام، رواق عباسی، رواق جاوہ، رواق الاتراک وغیرہ۔ جہاں پر شامی، جاوی اور

ترکی طالب علم رہتے ہیں۔ جامع ازہر کے چھ دروازے ہیں۔ تین طرف دالان ہیں، تین سو اسی ستون ہیں۔ اس مسجد کی کئی بار تجدید ہو چکی ہے۔ چاروں اماموں کے مصلّی یہاں پر موجود ہیں۔ کتب خانہ ازہر اس کے دروازے کے اندر ہے۔ مسجد سے علیحدہ ادب خانے، وضو خانے وغیرہ بنے ہوئے ہیں۔ الازہر یونیورسٹی اسی مسجد میں واقع ہے۔

جامع رفاعی

یہ جامع سلطان حسن کے بالکل مقابل میں واقع ہے۔ صرف بیچ میں ایک سڑک ہے۔ مسجد نہایت عظیم الشان اور بلند ہے۔ یہاں ایک مقام ہے جو حطیم کے مشابہ ہے۔ کہتے ہیں اس جگہ اگر کوئی غیر ملکی ایک دفعہ بیٹھ جاتا ہے تو وہ کبھی نہ کبھی مصر ضرور آتا ہے۔ میں بھی تھوڑی دیر وہاں بیٹھا رہا مگر آج تک تو دوبارہ جانا نصیب نہیں ہوا۔ حالانکہ دس بارہ سال گزر چکے ہیں۔

جامع احمد بن طولون

احمد بن طولون مصر کا فرماں روا تھا۔ یہ مسجد عہد بنی عباس کی سب سے عمدہ یادگار ہے۔ ۳۴۳ھ میں تعمیر ہوئی۔ اس کی تعمیر پر ۱۵/لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ یہ مسجد جامع عمرو بن عاصؓ سے زیادہ شاندار ہے۔ ایک دفعہ یہ مسجد نذر آتش بھی ہو چکی ہے۔ شاہ فاروق کبھی کبھی یہاں نماز پڑھنے آتے ہیں۔ مسجد کے وسط میں وضو کے لئے انتظام ہے اور نلکے لگے ہوئے ہیں۔

جامع عمرو بن عاصؓ

یہ مسجد فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ کی طرف منسوب ہے۔ مصر قدیم میں واقع ہے۔ یہ مسجد بہت کافی وسیع ہے۔ ۲۱ھ میں اس کی تعمیر ہوئی۔ تعمیر بہت سادہ اور گلکاریوں سے پاک ہے۔ کبھی کبھی شاہ فاروق یہاں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ میرے دوران قیام میں حکومت کی طرف سے اصلاح و مرمت کی کوشش کی جارہی تھی۔

جامع سلطان حسن

قاہرہ کی سب سے زیادہ خوبصورت مسجد یہی ہے۔ سلطان حسن کے حکم سے تقریباً ۷۵۰ھ میں تعمیر ہوئی۔ وسعت محراب میں غالباً دنیا کی مسجدوں میں سب سے عجیب مسجد ہے۔ اس کے بالمقابل جامع رفاعی ہے۔ یہ بھی نہایت شاندار مسجد ہے۔ موجودہ شاہ مصر کے باپ فواد الاوّل کا مزار اسی جامع مسجد میں ہے۔

جامع محمد علی

یہ مسجد قلعہ محمد علی پر واقع ہے۔ بہت وسیع ہے۔ میرے زمانہ قیام میں دو سال صرف اس کی اصلاح

ومرمت پر خرچ ہوئے تھے۔شاہ فاروق نے مسجد کا افتتاح فرمایا۔اس روز میں بھی وہاں نماز جمعہ کے لئے گیا تھا۔ ہزار ہا آدمی تھے۔شاہ فاروق اپنی موٹر میں تشریف لائے تھے۔ راستہ پر مسجد کے اندر دو طرفہ پولیس کھڑی ہوئی تھی۔ لاؤڈ سپیکر ہر طرف لگے ہوئے تھے۔اس مسجد کے بیچ میں ایک عظیم گنبد ہے اور اس میں ملی ہوئی قبہ دار چار محرابیں ہیں۔تمام مسجد سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔گنبد میں سونے کے پانی سے آیات قرآنی لکھی ہوئی ہیں اور خلفائے اربعہ کے اسمائے مبارک بھی۔ ممبر کا محراب آٹھ نو گز بلند ہے جس پر امام، خطبہ پڑھتا ہے۔ یہ مسجد ترکوں کے تسلط کے زمانہ کی سب سے بہترین یادگار ہے۔مسجد کے دو مینار بہت بلند ہیں۔ اس مسجد کے کونے میں محمد علی کی قبر ہے۔ مسجد بہت وسیع، خوبصورت اور نہایت مضبوط ہے۔اس کے قریب قلعہ محمد علی کی عمارت ہے، جواب شکستہ ہوگئی ہے۔ انگریزوں کے زمانہ اقتدار میں انگریزی فوجیں اس قلعہ میں رہتی تھیں۔ یہ قلعہ قاہرہ سے بہت بلندی پر واقع ہے۔

جامع سیدنا حسینؓ

جامع سیدنا حسینؓ جامع ازہر سے بالکل متصل واقع ہے۔سنا ہے کہ یہاں آپ کا سر مبارک مدفون ہے۔ آپ کا سر مبارک جیسا کہ معتبر تواریخ سے ثابت ہے۔ دمشق کی جامع اموی میں دفن ہوا تھا۔ مگر جب المعزلدین اللہ والی مصر وشام ہوا تو اس نے سر مبارک کو وہاں سے لاکر یہاں دفن کیا تھا۔ اگرچہ بعض معتبر تواریخ اس کا بھی انکار کرتی ہیں۔شہادت کے دن لوگ جوق در جوق فاتحہ خوانی کے لئے آتے ہیں۔ تعزیہ داری وغیرہ مصر میں قطعاً نہیں ہوتی۔ البتہ یوم میلاد سیدنا حسینؓ پر بہت دھوم ہوتی ہے۔اس روز حکومت کی طرف سے ختنہ کرنے کے لئے کم از کم دو چار خیمے لگائے جاتے ہیں۔ کیونکہ مصری لوگ حضرت حسینؓ کی ولادت کے دن ہی بچوں کو ختنہ کراتے ہیں۔ جب ختنہ کرا کر عورتیں بچوں کو واپس لے جاتی ہیں تو خوب گاتی اور ڈھول بجاتی خوشی خوشی واپس ہوتی ہیں۔ محکمہ اوقاف کی طرف سے قرآن خوانی کے لئے حفاظ متعین ہیں۔ میلاد حسینؓ کے دن چونکہ مرد و زن دیہات سے کافی تعداد میں آتے ہیں۔اس لئے اچھا خاصہ میلہ سا لگ جاتا ہے۔اس روز بعد نماز عشاء صوفیاء کی کثیر تعداد ذکر کرتی ہے۔ مصر کی بعض مساجد میں بعد نماز عشاء ذکر ہوتا ہے۔سب لوگ ایک گول دائرہ بنا کر ایک کی انگلی ایک پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ذکر شروع کرتے ہیں۔ یہ چیز قابل دید ہوتی ہے۔

دیگر جوامع

مصر کی مسجدیں عموماً وسیع اور بلند ہوتی ہیں۔ مسجدیں کیا ہیں اچھے خاصے قلعے ہیں۔ قاہرہ میں مسجدیں بہت زیادہ ہیں۔ بعض جگہ تو یہ حالت ہے کہ آمنے سامنے مسجدیں ہیں۔ بیچ میں صرف سڑک ہے۔

چنانچہ جامع سلطان حسن اور جامع رفاعی کا یہی عالم ہے۔ جامع ازہر اور جامع سیدنا حسینؓ میں بہت تھوڑا فاصلہ ہے۔ قاہرہ کی مسجدوں میں ایک منذنہ (اذان دینے کی جگہ) بہت بلند ہوتا ہے۔ کسی مسجد میں یہ مینار وسط میں ہوتا ہے۔ کسی میں ایک گوشہ کو ہوتا ہے۔ وہ تناسب جو ہندوستانی مساجد میں ہوتا ہے یہاں معدوم ہے۔ اس مینار کے ہر طبقہ پر ایک چھجہ ہوتا ہے جہاں مؤذن اذان دیتا ہے۔ یہ مینار نہایت بے ترتیب اور غیر موزوں ہوتے ہیں۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا کسی مسجد میں ایک مینارہ، کسی میں دو اور کسی میں تین۔ ہر مسجد میں ایک گوشہ کو سقایہ ہوتا ہے جس میں وضو کرنے کے لئے نل لگے رہتے ہیں۔ حوض کا رواج اس طرف نہیں ہے۔ مسجد کے کسی ایک کونہ میں ادب خانہ بنا رہتا ہے۔ ممبر جس پر امام خطبہ پڑھتا ہے بہت مرتفع ہوتا ہے۔ جس میں دس کے قریب سیڑھیاں ہوتی ہیں۔ جس وقت امام خطبہ پڑھتا ہے تلوار اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ ہر جامع مسجد میں قالین کا فرش ہوتا ہے اور محکمہ اوقاف کی طرف سے دربان امام اور مؤذن وغیرہ متعین ہوتے ہیں۔ نماز کے بعد عموماً مساجد کو مقفل کر دیا جاتا ہے تاکہ کوئی چیز چوری نہ ہو جائے اور جانور وغیرہ اندر داخل نہ ہوسکیں۔

مندرجہ ذیل جوامع بھی قابل دید ہیں: جامع قاتیبائی، جامع حاکم بامر اللہ، جامع برقوق، جامع قلاؤن، جامع مؤید، جامع ابراہیم آغا، جامع الجیوش، جامع الماس، جامع سرائے عابدین، جامع سیدہ زینب۔

جامع برقوق، جامع قلادون اور جامع مؤید جامع ازہر کے قریب واقع ہیں۔

(بشکریہ ماہنامہ الصدیق ملتان ربیع الاول ۱۳۷۱ھ)

ڈاکٹر نذر حیات مجوکہ قادیانی کی دوبارہ واپسی

قارئین لولاک کو یاد ہوگا کہ ڈاکٹر نذر حیات مجوکہ قادیانی کی بھکر میں تعیناتی کے حوالہ سے ایک رپورٹ شائع کی گئی تھی جو کہ لولاک صفر ۱۴۴۰ھ ص ۴۲ پر درج ہے۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ: ”بھکر میں مجاہدین ختم نبوت کے پرامن احتجاج کے نتیجہ میں ۳۰ راگست ۲۰۱۸ء کو ڈاکٹر نذر حیات مجوکہ ضلع چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ اس کے پاس برطانیہ کی شہریت بھی ہے۔“

چنانچہ یہ دوہری شہریت کا حامل ڈاکٹر نذر حیات ۳۰ راگست کو تین ماہ کی چھٹی کا کہہ کر برطانیہ فرار ہوگیا تھا۔ چھٹی ختم ہوئی تو پھر سے چارج لینے کے لئے بھکر ڈپٹی کمشنر کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے دوبارہ تعینات کیا جائے۔ مگر ڈپٹی کمشنر بھکر نے صاف کہہ دیا کہ تمہاری تعیناتی پر بھکر ضلع کے حالات خراب ہوسکتے ہیں۔ لہٰذا بھکر میں تمہیں تعینات ہونے کی میں اجازت نہیں دے سکتا۔ اسے پھر سے یہ حسرت دوبارہ واپس برطانیہ جانا پڑا۔

بندہ خادم ختم نبوت ڈپٹی کمشنر صاحب سے ملا۔ ان کا شکریہ ادا کیا۔ (ڈاکٹر دین محمد فریدی بھکر)

علامہ طالوت ؒ ...... ایک یادگار شخصیت

مولانا منظور احمد آفاقی

اصل نام: عبدالرشید: تخلص: نسیم: قلمی نام: طالوت، لاہوتی، صخرۃ الوادی، ارسطا طالیس، ابوالوقت ناسوتی، ابوالخیال، جبروتی، کاشف اسراء، سیاح فریدی وغیرہ۔

پیدائش: آپ ۵؍شوال المکرم ۱۳۲۵ھ ۱۱؍نومبر ۱۹۰۷ء بروز سوموار کوڈیرہ غازی خان کے ایک قصبہ چوٹی زریں میں قاضی محمد بخش ؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ قاضی صاحب مرحوم ایک جید عالم دین، پائے کے فقیہ اور صاحب کشف بزرگ تھے۔

تعلیم: علامہ طالوت ؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ ڈیرہ غازی خان کے مشہور صوفی بزرگ حضرت فیض محمد شاہ جمالی ؒ اور مولوی فضل حق ؒ سے بھی کسب فیض کیا۔ ۱۹۲۴ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور تین سال تک وہاں زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۲۷ء میں سند الفراغ حاصل کی۔ ۱۹۲۸ء میں اورینٹل کالج لاہور میں داخلہ لیا اور پنجاب یونیورسٹی سے فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۰ء میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے اوٹی، ۱۹۳۴ء میں فاضل فارسی اور ۱۹۳۷ء میں فاضل اردو کے امتحانات پاس کئے۔ دینی علوم کے ساتھ ساتھ انہوں نے علم طب میں بھی مہارت حاصل کی اور ’’زبدۃ الحکماء‘‘ کا درجہ حاصل کیا۔

تدریس: علامہ طالوت ؒ نے تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ ۱۹۳۹ء میں محکمہ تعلیم سے وابستہ ہوگئے اور چنیوٹ، راجن پور، ڈیرہ غازیخان، اور ملتان کے مختلف تعلیمی اداروں میں کام کیا۔ ۱۹۵۰ء میں ان کا تبادلہ ملتان کے ایک تربیتی ادارے، گورنمنٹ نارمل ہائی سکول میں ہوا۔ جہاں وہ اپنی وفات تک السنہ، شرقیہ کے معلم کی حیثیت سے پڑھاتے رہے۔

ادبی خدمات: علامہ طالوت ؒ ایک طرف عالم دین اور السنہ شرقیہ کے ماہر استاد تھے تو دوسری طرف عربی، فارسی، اردو اور سرائیکی کے قادرالکلام شاعر، چوٹی کے ادیب، بے باک صحافی، عظیم نقاد اور پائے کے محقق تھے۔ انہوں نے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز ماہنامہ ’’الصدیق ملتان‘‘ کی ادارت سے کیا۔ اس پرچے میں وہ شذرات کے عنوان سے حالات حاضرہ پر بے لاگ تبصرہ اور تنقید کرتے تھے۔ ان کے شذرات ’’الارشاد امرتسر‘‘ اور ’’مخزن العلوم خانپور‘‘ میں بھی شائع ہوتے تھے۔ آپ کے علمی اور ادبی

مضامین برصغیر کے معروف اور بلند پایہ رسائل وجرائد مثلاً احسان، مخزن، خیام، عالمگیر، زمیندار لاہور، حریت، برہان دہلی، معارف اعظم گڑھ اور آستانہ زکریا ملتان وغیرہ میں شائع ہوتے رہے۔ آپ کے کچھ مضامین مجلہ السعید جامعہ ازہر مصر میں بھی شائع ہوئے۔ ان جرائد میں اکثر وبیشتر آپ کی نظمیں بھی شائع ہوتی تھیں۔ حتیٰ کہ مولانا ظفر علی خان ؒ اپنے اخبار زمیندار کے صفحہ اول پر علامہ طالوت ؒ کے کلام کو جگہ دیتے تھے۔

ایک عظیم تاریخی مصالحت: علامہ طالوت ؒ کی زندگی کا ایک اہم کارنامہ مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ اور علامہ اقبال ؒ کے درمیان صلح کرانا ہے۔ ۸؍جنوری ۱۹۳۸ء کی شب حضرت مدنی ؒ نے صدر بازار دہلی کے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

’’موجودہ زمانے میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں، نسل یا مذہب سے نہیں بنتیں۔ دیکھو انگلستان کے بسنے والے سب ایک قوم شمار کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان میں یہودی بھی ہیں، نصرانی بھی، پروٹسٹنٹ بھی، کیتھولک بھی۔ یہی حال امریکہ، جاپان اور فرانس وغیرہ کا ہے۔‘‘ (کاروان احرار، جانباز مرزا، ج۳ص۲۳۶)

۹؍جنوری ۱۹۳۸ء کے اخبارات ’’تیج‘‘ اور ’’وحدت: دہلی‘‘ نے اس تقریر کو قدرے قطع وبرید کرکے اپنے صفحات میں جگہ دی۔ ان پرچوں سے ’’زمیندار‘‘ اور ’’انقلاب: لاہور‘‘ نے اس تقریر کو نقل کیا اور یہ جملے حضرت مدنی ؒ کی طرف منسوب کردیئے کہ انہوں نے مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ چونکہ اس زمانے میں قومیں وطن سے بنتی ہیں، مذہب سے نہیں بنتیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ وہ اپنی قومیت کی بنیاد وطن کو بنائیں۔ ان اخباری اطلاعات سے متاثر ہوکر علامہ اقبال ؒ نے حضرت مدنی ؒ کی طرف رجوع کئے بغیر ۲۸؍جنوری ۱۹۳۸ء کو تین اشعار...... عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ...... الخ۔

سپرد قلم کئے۔ جن میں حضرت مدنی ؒ پر چوٹ کی گئی تھی۔ یہ اشعار ۳؍فروری ۱۹۳۸ء کے مسلم اخبارات (زمیندار، احسان، انقلاب) میں شائع ہوئے۔ ان کی اشاعت سے علمی اور دینی حلقوں میں ایک ہنگامہ بپا ہوگیا۔ حضرت مدنی ؒ کے ایک عقیدت مند اقبال سہیل نے علامہ اقبال ؒ کے ان تین اشعار کے جواب میں (اسی ردیف وقافیہ میں) بیس اشعار پر مشتمل ایک نظم لکھی۔ اس کی اشاعت نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ ہندوستان کے مسلمان دو دھڑوں میں بٹ گئے۔ شروع میں یہ لڑائی قلم وقرطاس تک محدود رہی۔ پھر زبانوں پر آئی اور آخر میں نوبت ہاتھاپائی تک جاپہنچی۔ یہ سلسلہ اتنی شدت اختیار کرگیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ’’متحدہ قومیت‘‘ اور ’’اسلامی قومیت‘‘ کے نام پر سارے ملک میں ہنگامے شروع ہوگئے۔ خدا جانے اس فساد کی آگ میں کون کون جلتا اور کیا کیا خاکستر ہوتا کہ علامہ طالوت ؒ نے جرأت سے کام لیا اور اس آتشی طوفان کے سامنے روک بن کر کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے

مولانا حسین احمد مدنی ؒ اور علامہ اقبال ؒ دونوں کے ساتھ قلمی رابطہ قائم کیا۔ حضرت مدنی ؒ کا عندیہ معلوم کر کے علامہ اقبال ؒ کو اطلاع دی کہ حضرت مدنی ؒ نے اپنی تقریر میں ایک امر واقع بیان کیا ہے کہ آج کل دنیا میں قومیت کی بنیاد وطن پر رکھی جاتی ہے نہ کہ مذہب پر۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مسلم قومیت کی بنیاد بھی وطن پر ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو یہ مشورہ ہرگز نہیں دیا کہ وہ بھی اپنی قومیت کی بنیاد وطن پر رکھیں۔ علامہ طالوت ؒ کی ان مصالحانہ کوششوں سے ’’قومیت‘‘ اور ’’وطنیت‘‘ کے نام پر چھڑنے والی بحثوں کا خوشگوار خاتمہ ہوا۔ ۲۸؍مارچ ۱۹۳۸ء کے اخبارات میں حضرت مدنی ؒ اور علامہ اقبال ؒ کے تردیدی بیانات شائع ہوئے:

الف…… مولانا حسین احمد مدنی ؒ: میں نے مسلمانوں کو وطنی قومیت اختیار کرنے کا مشورہ نہیں دیا۔

ب…… علامہ اقبال ؒ: مجھے اس اعتراف کے بعد ان پر اعتراض کا کوئی حق نہیں رہتا۔

(روزنامہ احسان لاہور ۲۸؍مارچ ۱۹۳۸ء)

علامہ طالوت ؒ کی ان مصالحانہ مساعی پر جانباز مرزا لکھتے ہیں: ’’برصغیر کے مسلمان علامہ طالوت ؒ کے ممنون ہوں گے کہ انہوں نے ملت اسلامیہ کی دو عظیم شخصیتوں کے درمیان غلط فہمیوں کے سب دروازے بند کر دیئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ داغ مسلمانوں کی تاریخ پر ہمیشہ نمایاں ہوتا۔

(کاروان احرار، جانباز مرزا ج۳ص ۲۶۲)

علامہ طالوت ؒ نے وقت کی ان دو عظیم شخصیتوں کے درمیان ہونے والی اس تاریخی مصالحت کو اپنی شہرت کا زینہ نہیں بنایا۔ اس واقعہ کے بعد آپ اسی طرح گوشۂ گمنامی میں چلے گئے۔ جیسے پہلے تھے۔

علامہ طالوت ؒ نے عمر کے آخری حصے میں پشاور یونیورسٹی کی دعوت پر ایم اے عربی کے نصاب کے لئے ایک کتاب لکھی تھی۔ لیکن اسے یونیورسٹی تک پہنچانے سے قبل ہی آپ وفات پا گئے تھے۔ اسی طرح آپ کی ایک اور کتاب ’’تاریخ ادب عربی‘‘ بھی زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی۔

علامہ طالوت ؒ نے ۲۰؍مارچ ۱۹۶۳ء بروز بدھ ملتان میں وفات پائی۔ اگلے روز عام خاص باغ ملتان میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مولانا خیر محمد جالندھری ؒ نے امامت فرمائی۔ اس نماز میں آپ کے عزیز واقارب، تلامذہ اور احباب کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ نماز کے بعد آپ کو ولایت حسین کالج ملتان کے ساتھ ملحق قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا:

لوگ کہتے ہیں چل بسا طالوت　　　قادیاں کا وہ نوحہ خواں نہ رہا

راقم الحروف نے علامہ طالوت ؒ کی تاریخ وفات ’’غفر اللہ لہ‘‘ (۱۳۸۲ھ) سے نکالی ہے۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

جناب عبدالرؤف روفی ؒ مانسہرہ کا وصال

مولانا اللہ وسایا

تحفظ ختم نبوت کے ممتاز رہنما جناب عبدالرؤف روفی مانسہرہ میں مؤرخہ ۲۶ر جنوری ۲۰۱۹ء کو ہفتہ کے روز وصال فرماگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

مانسہرہ میں دارالعلوم دیوبند کے فاضل، بزرگ عالم دین، جناب مولانا محمد یوسف مدظلہ کے ہاں ۱۵ر اپریل ۱۹۶۵ء کو جناب عبدالرؤف صاحب پیدا ہوئے۔شعور سنبھالنے کے ساتھ گھر پر اور مسجد میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ہائی سکول سے میٹرک اور ڈگری کالج سے بی۔اے کیا۔تعلیم کے دوران آپ نے دکان پر بھی وقت دینا شروع کیا۔تعلیم سے فراغت کے بعد خالصتاً کاروبار کی طرف متوجہ ہوئے۔آپ کے والد حضرت مولانا محمد یوسف مدظلہ کا گھرانہ پیر طریقت حضرت مولانا محمد عبداللہ ثانی ؒ کے زمانہ سے مشائخ خانقاہ سراجیہ کا میزبان گھرانہ ہے۔حضرت ثانی ؒ یہاں پر ہفتوں ہفتوں قیام فرماتے۔بعض رمضان المبارک بھی آپ نے یہاں گزارے ہیں۔مخدوم المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ بھی حضرت ثانی صاحب ؒ کے دور سے اپنی زندگی کے آخری مرحلہ تک مولانا محمد یوسف صاحب کے مہمان ہوتے رہے۔

مانسہرہ مرکزی جامع مسجد کے خطیب حضرت مولانا محمد عبداللہ خالد ؒ بھی خانقاہ سراجیہ میں زیر درس رہے۔پھر خانقاہ شریف کے حضرات سے بیعت کا تعلق رہا۔حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ کے مجلس کے امیر بنتے ہی حضرت مولانا محمد عبداللہ خالد ؒ نے مانسہرہ میں باضابطہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کا آغاز کیا۔آپ ہی مانسہرہ میں مجلس کے امیر تھے۔آپ نے ۱۹۸۶ء میں اپنی جامع مسجد میں سہ روزہ ختم نبوت کورس رکھا۔یک صد کے لگ بھگ شرکاء کی تعداد ہوگی۔اس کورس میں جناب عبدالرؤف صاحب ؒ نے بھی شرکت فرمائی۔

۱۹۸۸ء میں حضرت مولانا محمد عبداللہ خالد ؒ نے مانسہرہ میں ختم نبوت یوتھ فورس قائم کی تو جناب عبدالرؤف روفی ؒ کو یوتھ فورس کا مانسہرہ میں صدر بنایا۔گویا عبدالرؤف صاحب ؒ مانسہرہ میں ختم نبوت یوتھ فورس کے بانی صدر تھے اور پھر زندگی کے آخری سانس تک آپ نے اس منصب کی عزت میں اضافہ کیا۔آپ نے ۱۹۹۴ء میں ملتان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین سے سالانہ ختم نبوت کورس کیا۔عالمی مجلس کا ملتان میں سالانہ یہ کورس آخری کورس تھا۔۱۹۹۵ء سے یہ کورس عالمی مجلس تحفظ ختم

نبوت ملتان سے جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منتقل کر دیا گیا۔ اس چناب نگر کے پہلے کورس میں بھی آپ نے شرکت فرمائی۔ گویا ملتان کے آخری اور چناب نگر کے پہلے کورس میں آپ نے شرکت کر کے آخر واوّل کا یہ اعزاز حاصل کیا۔

آپ نے جب مانسہرہ میں کام کا آغاز کیا تو قادیانیت کے دیرینہ اثرات تھے۔ آپ نے ان کو صاف کرنا شروع کیا۔ پھر وقت آیا کہ مانسہرہ شہر میں علی الاعلان کوئی آدمی اپنے آپ کو قادیانی کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ آپ نے اپنے کام کو ضلع بھر میں وسعت دی۔ ہفتہ وار ختم نبوت، ماہنامہ لولاک، لٹریچر، کتب، رسائل، ختم نبوت کانفرنسیں، انعام گھر، سکولوں میں تحریری مقابلہ، تنظیم، ایسا مربوط اور موثر و مثبت انداز میں کام کو آگے بڑھایا کہ قادیانیت پورے ضلع میں منہ کیا چھپانے لگی گویا عنقاء ہوگئی۔ آپ بہت ہی نظریاتی رہنما، معاملہ فہم، بہادر، گرم سرد چشیدہ، گفتگو کے دھنی تھے۔ آپ نے اخلاص و دیانت کے ساتھ کام کو بڑھایا تو قدرت کی رحمتوں کے چھاجوں کی طرح آپ کے کاموں پر رحمتوں کا مینہ برسا۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

ایسا وقت بھی آیا کہ آپ گویا مٹی کو ہاتھ لگاتے تھے تو قدرت سونا بنا دیتی تھی۔

ملتان کورس کر کے قادیانیوں سے گفتگو کا آغاز کیا۔ جس کے متعلق سنا کہ یہ قادیانی ہے۔ اس کا دروازہ جا کھٹکھٹاتے۔ دلائل سے گفتگو ہوئی تو چند قادیانی مسلمان ہوئے۔ ان کے گھروں سے قادیانیوں کی کتابیں لیں، پڑھیں، تیاری کی۔ حوالہ جات لگائے خود قادیانی کتب سے پوائنٹ اکٹھے کیے۔ گفتگو ترتیب دی۔ اب قادیانیت کے تعاقب کے لئے ایک دردمند مناظر کا دل پہلو میں لئے قادیانیوں کو شکار کرنا شروع کیا۔ جو ایک دفعہ آیا، شکست مان کر قادیانیت کے فریب سے واقف ہو کر اٹھا۔ آپ جلدی سے جذبات میں نہ آتے۔ ہر معاملہ پر غور و فکر کرتے۔ معلومات اکٹھی کرتے، دوستوں سے مشورہ کرتے، پوری تیاری کے ساتھ کیس کو ہاتھ میں لیتے، پھر نتیجہ خیز بنا کر دم لیتے۔ ایسے قیمتی دوست جماعتوں کا سرمایہ ہوا کرتے ہیں۔ برادر عبدالرؤف رحمہ اللہ تو مانسہرہ مجلس کا رأس المال تھے۔ ان کے بعد تو دوبارہ اس معیار کو برقرار رکھنے کے لئے ساتھیوں کو خاصی جانگسل محنت کرنی پڑے گی۔ مخالف ان کے نام سے خم کھاتا تھا۔ دوست آپ پر جان چھڑکتے تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چنیوٹ سے سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں منتقل کی۔ ہمارے مخدوم مولانا محمد اکرم طوفانی اس کی سیکورٹی کے انچارج تھے۔ آگے چل کر برادر عبدالرؤف صاحب ان کے معاون بنے۔ قدرت کے اپنے کرم کے فیصلے ہوتے ہیں۔ طوفانی صاحب خود بوڑھے ہوئے تو ان کی جوانی کے کام کا پرتو اللہ رب العزت نے جناب عبدالرؤف رحمہ اللہ کو ودیعت کر دیا۔ حضرت طوفانی صاحب کی سرپرستی و قیادت میں سیکورٹی کے فرائض جناب عبدالرؤف رحمہ اللہ سرانجام دینے لگے۔ اپنی رفقاء

کی ٹیم کے ساتھ کانفرنس کے آغاز سے قبل تشریف لاتے اور کانفرنس کے اختتام کے بعد واپس تشریف لے جاتے۔ کام نے وسعت اختیار کی تو اب اللہ رب العزت کا فضل ہے کہ استاذ الحدیث مولانا عزیز الرحمن رحیمی اور ان کے رفقاء سینکڑوں کی تعداد میں اس نظم کو سنبھالتے ہیں۔ لیکن تسبیح کے دانوں میں جو امام کو مقام حاصل ہوتا ہے بھائی عبدالرؤف کو یہی مقام آخر تک حاصل رہا۔ ملتان دفتر مرکزیہ، شاہی مسجد لاہور کی کانفرنسوں کی بھی سیکورٹی کی ڈیوٹی مانسہرہ کی جماعت ادا کرتی رہی۔ جس کے سربراہ آپ ہوتے تھے۔ بھائی عبدالرؤف صاحب کی دیگر خوبیوں کے علاوہ یہ خوبی بھی نمایاں تھی کہ ہر اہم معاملہ میں مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ سے فون پر ہدایات لیتے تھے۔ جو ملتان سے فرمایا گیا وہ مرحوم کے لئے حرز جان ہوتا۔ آپ معاملات کے اتنے اجلے تھے کہ مالی معاملات تمام تر اپنے نائب جناب محمد عابد صاحب کو سپرد کر رکھے تھے۔ ایک ایک پائی کا اتنا اجلا حساب اور پھر ہر ساتھی کے سامنے کہ گویا مثال قائم کر دی۔

آپ کو کچھ عرصہ سے معدہ کی تکلیف تھی۔ وفات کے دن درد ہوا۔ یہی خیال ہوا کہ معدہ کا درد ہے۔ ہسپتال لے گئے۔ ڈاکٹروں نے شدید ہارٹ اٹیک کا بتایا۔ ابتدائی طبی امداد کے بعد ایبٹ آباد کارڈیالوجی جانا تجویز ہوا۔ سٹریچر وایمبولینس تیار ہوئی۔ ڈاکٹر کے روکنے کے باوجود اتنے حوصلہ مند کہ خود چل کر ایمبولینس میں جانے کے لئے تیار ہوگئے۔ بڑی مشکل سے وہیل چیئر سے ایمبولینس تک لے جانے کے لئے آمادہ ہوئے۔ وہیل چیئر سے اٹھ کر سٹریچر پر خود دراز ہوئے۔ سید بلال شاہ صاحب کو دیکھ کر فرمایا: ''وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔'' اس کے ساتھ ہی لمبا سانس لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ ڈاکٹروں کو دوڑ کر لایا گیا۔ ان کے آنے سے پہلے آپ راضیۃ مرضیۃ مالک ومولیٰ کے حضور پہنچ گئے تھے۔ اسی رات ۲۶/جنوری ۲۰۱۹ء کی شام کو ہی پہلا جنازہ ۹/بجے آپ کے برادر حضرت مفتی مسعود الرحمن نے پڑھایا۔ دوسرا جنازہ ۱۰/بجے حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے پڑھایا۔ آپ کے صاحبزادگان، بھائی اور دوسرے بہت سارے ساتھی جورہ گئے تھے وہ دوسرے جنازہ میں شامل ہوگئے۔ رات قریباً ۱۱/بجے تدفین کا عمل مکمل ہونے کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے دعا کرائی۔ یوں اپنے ساتھی کو منوں مٹی کے نیچے رب کریم کی رحمت کے سپرد کر دیا گیا۔

فقیر راقم کی عبدالرؤف ؒ سے دلی دوستی تھی۔ عمر کے اعتبار سے خیال تھا کہ وہ اپنی ٹیم کے ساتھ فقیر کے جنازہ پر آئیں گے، لیکن وہی ہونا ہوتا ہے جو اللہ رب العزت کو منظور ہوتا ہے۔ ان کے جانے سے جماعتی اعتبار سے بہت ہی روشن روایات کا حامل ایک باب تکتہ اختتام کو پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی اولاد کی پردۂ غیب سے کفالت فرمائیں۔ آمین۔ بحرمۃ النبی الکریم!

حضرت مولانا محمد احمد بہاول پوری ؒ کا وصال

تبلیغی جماعت کے مرکزی بزرگ حضرت مولانا محمد احمد بہاول پوری ۲۶ جنوری ۲۰۱۹ء کی صبح ساڑھے تین بجے وصال فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

محدث العصر حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری ؒ کے شاگرد رشید و عاشق صادق حضرت مولانا صدیق احمد ؒ تھے۔ ان کے صاحبزادے حضرت مولانا فاروق احمد ؒ تھے، جن کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ سے تھا۔ مولانا فاروق احمد ؒ حضرت شیخ الہند ؒ کے شاگرد رشید اور دارالعلوم دیوبند کے مفتی تھے۔ بہاول پور جامعہ عباسیہ کے شیخ الحدیث بھی رہے۔ انہی حضرت مولانا فاروق احمد ؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد احمد بہاول پوری ؒ تھے۔ مولانا محمد احمد ؒ بھی دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کے شاگرد تھے۔

مولانا محمد احمد ؒ بہاول پور کے سکول میں اسلامیات کے استاذ رہے۔ آپ بہاول پور دارالعلوم مدنیہ کی شوریٰ کے رکن اور مدرسہ کے سرپرست بھی تھے۔ مولانا محمد احمد کا شمار تبلیغی جماعت کی مرکزی قیادت میں ہوتا تھا۔ آپ تبلیغی مرکز رائے ونڈ کی شوریٰ کے رکن بھی تھے۔ رائے ونڈ سالانہ تبلیغی اجتماع پر آپ کا بڑی اہمیت کے ساتھ بیان ہوتا تھا۔ خاندانی طور پر حضرت شیخ الہند ؒ و حضرت مدنی ؒ کی نسبتوں کے آپ وارث تھے۔ بہت ہی واضح اور نمایاں سوچ کے حامل تھے۔ آپ اپنے تبلیغی بیانات میں موجودہ نوجوان جہادی لوگوں پر بے دریغ شدید نقد فرماتے تھے۔ آپ سے ایک مجلس میں پوچھا گیا کہ آپ بہت سختی فرماتے ہیں، موجودہ جہادی قیادت کو آپ کے بیانات پر شدید تحفظات ہیں۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ یہ زمانہ روس کے مقابلہ میں افغانستان سے معرکہ کا تھا۔ فرمایا: امریکہ کو جہاد سے کیا تعلق؟ جہاد اسلام کا مقدس فریضہ ہے۔ امریکہ کی اس معاملہ میں امداد و معاونت، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ امریکہ جہاد نہیں، روس کے مقابلہ میں اسلام کے مقدس فریضہ کے نام کو غلط استعمال کر رہا ہے۔ یاد رکھنا! جب امریکہ روس سے فارغ ہوا تو اس نے پھر انہیں جہادیوں کو نشانہ پر رکھنا ہے۔ اس وقت یہ نہ دین کے رہیں گے، نہ دنیا کے۔

ہمارے اکابر کی اپنی سوچ تھی۔ وہ جہاد کے فرض اور اس کی شرائط کو خوب جانتے تھے۔ امریکہ کے کہنے پر، اس کی سوچ پر عمل کرنا، اس کی پلاننگ پر چلنا، یہ امریکہ کے حق میں استعمال ہونے کا بدترین عمل ہے۔ قطعاً اسلامی فریضہ نہیں۔ ایجنسیوں کی پلاننگ کو عملی جامہ پہنا کر دشمن، دین والوں کو بدنام کر رہا ہے۔ یہ سب ایجنسیوں کا کھیل ہے۔ فرقہ واریت ہو یا یہ عسکری کاوش، جس میں ایجنسیوں کی ہدایات پر عمل کیا

جائے، یہ امت کو برباد کرنے اور دین کو بدنام کرنے کا خوفناک راستہ ہے۔ جو بے راہ لوگ امت کو اس راستے پر چلا رہے ہیں۔ میں امت کے نقصان کو دیکھتا ہوں تو مجھ سے رہا نہیں جاتا۔ جب امریکہ کے ہاتھوں اسی خطہ میں پھر اسلام والوں کی پٹائی ہوگی تب تمہیں میری باتیں یاد آئیں گی۔ میں نے جن کے چہرے دیکھے ہیں وہ دینی فرائض پر، دین کی روح کے مطابق عمل کرتے تھے۔ کفر کے اشاروں پر عمل کو میں کیسے دین کہہ دوں؟ یہ کہہ کر وہ اتنی گہری سوچ میں چلے گئے کہ پھر خاصی دیر مجلس میں خاموشی رہی۔

آج ان کے وصال کے بعد ان کا مؤقف موجودہ حالات کی روشنی میں دیکھا جاتا ہے تو دل گواہی دیتا ہے کہ وہ کتنے بیدار مغز اور مثبت سوچ رکھنے والے رہنما تھے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے طبیعت ناساز تھی۔ وقت آن پہنچا کہ رب کریم کے بلاوے پر لبیک کہی اور چل دیئے۔ بہاول پور کی تاریخ کا مثالی جنازہ تھا۔ دارالعلوم مدنیہ کے شیخ الحدیث عالم ربانی، حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن صاحب نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ والدمکرم کے قریب طوک شاہ قبرستان میں رحمت باری تعالیٰ کے سپرد ہوئے۔ حق تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین!

حضرت مولانا محمد عباس اختر رحمہ اللہ خانیوال کا وصال

داعی امن، ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد عباس اختر ۱۵؍جنوری ۲۰۱۹ء کو وصال فرماگئے۔ مولانا محمد عباس اختر رحمہ اللہ ۱۹۴۵ء میں حصار انڈیا میں پیدا ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد چک نمبر ۷۶/۵-آر ساہی وال میں آکر رہائش پذیر ہوئے۔ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مشکوٰۃ شریف تک کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۶۳ء میں جامعہ خیرالمدارس ملتان سے خیرالعلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ ۱۹۶۴ء میں خانیوال ریلوے لوکوشیڈ کی مسجد میں تشریف لائے۔ پھر پچپن سال بعد اسی مسجد سے آپ کا جنازہ اٹھا۔ عہد ووفا کی اب کون یہ روایات نبھائے گا۔

آپ نے تفسیر قرآن مجید کے لئے حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ سے بھی کسب فیض کیا۔ عمر بھر خانیوال میں تمام دینی تحریکوں میں پیش پیش رہے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں مثالی خدمات سرانجام دیں۔ تحریک میں کامیابی کے بعد اپنی مسجد میں تمام مکاتب فکر کی نمائندگی سے عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کرائی۔ ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کے داعی رہے۔ ضلع وڈویژن کی امن کمیٹی کے ممبر رہے۔ خانیوال کی دینی قیادت میں آپ کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ عقیدۂ ختم نبوت کے پاسبان تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام کی آبیاری میں شب وروز کوشاں رہے۔ حق تعالیٰ شانہ آپ کی

مغفرت فرما کر آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ ادارہ لولاک آپ کے وصال کے اس صدمہ میں آپ کے پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

حضرت مولانا علی اصغر عباسی رحمۃ اللہ علیہ لاہور کا وصال

مانسہرہ کی دھرتی سے تعلق رکھنے والے مولانا علی اصغر عباسی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶ رجنوری ۲۰۱۹ء کو لاہور میں وصال فرماگئے۔ مولانا علی اصغر عباسی رحمۃ اللہ علیہ نامور عالم دین تھے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ لاہور بادشاہی مسجد کے خطیب بھی رہے۔ نیلا گنبد کی جامع مسجد میں بھی عرصہ تک خطابت وامامت کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ نے متعدد دینی اداروں سے تعلیم حاصل کی۔ جامعہ عباسیہ بہاولپور میں حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کسب فیض کیا۔

حضرت افغانی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سورۃ فاتحہ کے درسی ارشادات کو قلم بند کر کے آپ نے شائع کرایا۔

بہت ہی مرنجان مرنج انسان تھے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور اتحاد بین المسلمین کے لئے ہمیشہ ساعی وداعی رہے۔ مولانا عبدالقادر آزاد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مناظر احسن رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا دوستانہ تھا۔ جامعہ اشرفیہ آپ کی مادر علمی تھی۔ جامعہ مدنیہ، وشیرانوالہ سے محبتوں کا تعلق تھا۔ غرض بہت ہی تاریخی شخصیت تھے۔ حق تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائیں۔ آمین!

حضرت مولانا سید افسر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایبٹ آباد کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایبٹ آباد کے امیر، تاریخی شہزادہ مسجد کے خطیب مولانا سید افسر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۰ ردسمبر ۲۰۱۸ء کو وفات پاگئے۔ آپ کی ولادت ۸ رفروری ۱۹۵۳ء کو جعفر پلین ضلع مانسہرہ میں ہوئی۔ اپنے گاؤں میں حفظ قرآن مجید کا آغاز کیا۔ تکمیل بنوری ٹاؤن کراچی سے ہوئی۔ پھر دینی تعلیم کا آغاز بھی یہیں ہوا۔ ۱۹۷۵ء میں دورہ حدیث کیا۔ آپ کے اساتذہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی ولی حسن رحمۃ اللہ علیہ، مفتی احمد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ درمیان میں نصرۃ العلوم گوجرانوالہ اور مدرسہ انوریہ طاہر والی میں بھی پڑھتے رہے۔ راولپنڈی، رحیم یار خان، گوجرانوالہ میں دورۂ تفسیر بھی پڑھا۔ ایم۔اے اسلامیات فرسٹ ڈویژن میں کیا۔ کالج میں لیکچرار بھرتی ہوئے۔ ۲۰۱۳ء میں ریٹائرمنٹ ہوئی۔ آپ نے ہندوستان کا بھی سفر کیا۔ دو بار حج کی سعادت حاصل کی۔ پہلے مجلس تحفظ ختم نبوت ایبٹ آباد کے ناظم اعلیٰ اور اب امیر تھے۔ آپ حق گو، مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ عقیدۂ ختم نبوت کی جدوجہد میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ حق تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائیں۔

مسلمانوں کی نسبت قادیانیوں کے عقائد

مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

۱…… ’’ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خداتعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔‘‘ (انوار خلافت از مرزا محمود احمد، قادیانی خلیفہ ص۹۰)

۲…… ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت از مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان ص۳۵)

۳…… ’’ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد ص۱۱۰)

۴…… ’’خداتعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘ (مرزا قادیانی کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی، تذکرہ طبع سوم ص۶۰۷)

۵…… ’’اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص۶۲)

۶…… (مجھے خدا کا الہام ہے کہ) ’’جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔‘‘

(اشتہار معیار الاخیار از مرزا غلام احمد قادیانی ص۸، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵)

۷…… ’’پس یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا امام وہی ہو جو تم میں سے ہو۔‘‘

(اربعین نمبر۳ ص۲۸ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۱۷)

۸…… سوال: ’’کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو، یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے۔‘‘ جواب: ’’غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔‘‘ (الفضل قادیان مورخہ ۷؍فروری ۱۹۲۱ء ج۸ نمبر۵۹)

۹...... ’’ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیرمبائع (لاہوری پارٹی کے مرزائی) کہتے ہیں کہ غیراحمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں وہ بچہ جوان ہوکر احمدی ہوتا۔ اس کے متعلق (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے) فرمایا: جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا، اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے، اسی طرح ایک غیراحمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔‘‘ (ڈائری مرزا محمود احمد، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۱۰ نمبر۳۲ ص۶، مورخہ ۲۳؍ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

۱۰...... ’’غیراحمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی غیراحمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا بھی جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں، جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔‘‘ (انوار خلافت مصنفہ خلیفہ قادیان ص۹۳)

۱۱...... ’’حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیراحمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔‘‘ (برکات خلافت از مرزا محمود احمد ص۷۵)

۱۲...... ’’غیراحمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز ہی نہیں۔‘‘ (برکات خلافت از مرزا محمود احمد ص۷۳)

۱۳...... ’’جو شخص غیراحمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا ہے کوئی غیراحمدیوں میں ایسا بے دین، جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہوکر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دے دیتے ہو۔‘‘ (ملائکۃ اللہ مصنفہ مرزا محمود ص۴۶)

۱۴...... ’’غیراحمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے، جو ہم ان کے ساتھ مل کر کرسکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناتہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد قادیانی ص۱۶۹)

۱۵...... ’’میرے مخالف جنگلوں کے سور ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔‘‘ (نجم الہدیٰ ص۵۳، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

۱۶...... ’’جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں۔‘‘ (انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱)

متفرق دلچسپ واقعات

مولانا اللہ وسایا

خان عبدالغفار خان اور قادیانیت

برصغیر کے نامور قومی رہنما، تحریک آزادی کے جرنیل، فخر افغانان ’’خدائی خدمت گار تحریک‘‘ کے بانی جناب عزت مآب خان عبدالغفار خان مرحوم نے اپنی خودنوشت سوانح حیات ’’میری زندگی اور جدوجہد‘‘ کے نام سے تحریر فرمائی تھی۔ اس کا اردو ایڈیشن ۲۰۱۷ء میں پہلی بار پشاور سے شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے اپنا اور اپنے ایک ساتھی عبدالحلیم کا قادیان آنے جانے کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ بڑا دلچسپ اور تاریخی ومعلوماتی واقعہ ہے۔ کاش قادیانی حضرات عبرت حاصل کریں۔ واقعہ پڑھیں، پڑھنے کی چیز ہے: ’’کسی نے ہمیں قادیان کی بہت تعریف کی تو ہم نے وہاں جانے کا ارادہ کیا اور ہم قادیان کے لئے چل پڑے۔ جب ہم قادیان پہنچے تو حکیم نورالدین خلیفہ تھے۔ ہم ان سے ملے۔ اس کی سادہ اور بے تکلف زندگی اور محبت بھری باتوں نے ہم پر بہت اثر کیا۔ وہ بہت بااخلاق، بڑے عالم تھے۔ ہم اس کے پاس بیٹھے تھے کہ مرزاغلام احمد کا بیٹا (مرزامحمود قادیانی) جواب جماعت کا امیر ہے، اس وقت کالج کا طالب علم تھا، آیا۔ ہم وہاں سے رخصت ہوئے۔ ہم سکول کے بورڈنگ میں آئے۔ یہاں جتنے بھی طلباء تھے ان کے منہ پر ایک ہی کلمہ تھا۔ ’’ابن مریم کی بات کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔‘‘ ہمیں یہ بات عجیب معلوم ہوئی۔ پھر بورڈنگ کے لڑکے ہمیں جنتی مقبرے لے گئے۔ جتنا ہم یہاں کے حالات سے باخبر ہوتے گئے ہماری حیرت میں اضافہ ہوتا گیا۔ ہم حیران تھے کہ یہاں رہیں یا واپس چلے جائیں۔ دوسری رات میں نے خواب میں دیکھا کہ بڑا گہرا کنواں ہے اور میں اس میں گر رہا ہوں۔ ایک سفید ریش آدمی ہاتھ بڑھا کر مجھے گرنے سے بچاتا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ محتاط رہو۔ صبح جب میں اور عبدالحلیم نماز کے لئے اٹھے، میں نے اس کو اپنا خواب سنایا۔ اس نے بھی کچھ اسی قسم کا خواب دیکھا تھا۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو واپس اپنے گاؤں کی طرف چل پڑے۔ عبدالحلیم پشاور چلا گیا اور وہاں اپنے پرانے سکول میں داخلہ لیا اور میں علی گڑھ چلا آیا۔‘‘ (میری زندگی اور جدوجہد ص۶۵)

حکیم نورالدین اور مرزا قادیانی کی کتب

ہمارے اس خطہ کے نامور دانشور مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم کی کتاب ’’محفل دانش منداں‘‘ میں پروفیسر محمد سرور جامعی کے حوالہ سے ایک روایت نظر سے گزری جو قارئین لولاک کی نذر کی جاتی ہے: ’’بعض دفعہ وہ (پروفیسر محمد سرور جامعی) عجیب باتیں سنایا کرتے تھے جو انہوں نے کسی بزرگ سے سنی ہوتی تھیں۔

ایک دن ایک بزرگ کے حوالے سے بتایا کہ ایک شخص نے حکیم نورالدین سے (جو مرزا قادیانی کی موت کے بعد ان کے خلیفہ مقرر کیے گئے) پوچھا کہ آپ نے مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھی ہیں؟ انہوں نے مرزا قادیانی کی کتابیں نہیں پڑھی تھیں، بولے: ’’میں تصنیف پڑھنے کے بجائے مصنف کو پڑھتا ہوں۔‘‘ یہ بات مرزا قادیانی کے علم میں آئی تو وہ صاف لفظوں میں تو حکیم صاحب سے اپنی کتابوں کے مطالعے کے لیے نہیں کہہ سکتے تھے، البتہ ایک دن حکیم صاحب سے کہا کہ میری کتابوں میں کتابت وغیرہ کی بعض غلطیاں رہ جاتی ہیں، آپ انہیں پڑھ کر درست کر دیا کریں۔ تاکہ آئندہ اشاعت میں غلطی باقی نہ رہے۔‘‘ (محفل دانش منداں ص۱۶۲)

ظفر اللہ قادیانی کی علی گڑھ یونیورسٹی میں رسوائی

مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم نے اپنی کتاب ’’محفل دانش منداں‘‘ میں جناب حکیم عنایت اللہ نسیم کے ذکر میں ان کا علی گڑھ مسلم یونیورسٹی طبیہ کالج کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: ’’حکیم (عنایت اللہ نسیم سوہدروی) صاحب کا مذہبی جذبہ، بڑا تیز تھا اور اسلام سے سچی محبت ان کے رگ وپے میں رچی ہوئی تھی۔ جن لوگوں سے وہ اظہار بے زاری کرتے تھے، ان میں قادیانی بھی شامل تھے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو: اس زمانے میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی طبیہ کالج کا پرنسپل قادیانی تھا، جس کا نام عطاء اللہ بٹ تھا۔ حکیم نورالدین کے بیٹے عبدالسلام عمر بھی ان دنوں یونیورسٹی میں مقیم تھے۔ چوہدری ظفر اللہ اس وقت وائسرائے کونسل کے ممبر تھے اور اپنے عہدے کی بناء پر بڑے اثر ورسوخ کے مالک تھے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔ تقسیم اسناد کے جلسے کا موقع آیا تو مہمان خصوصی کے طور پر چوہدری ظفر اللہ کو بلانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس پر حکیم عنایت اللہ نسیم اور ان کے ہم خیال لوگ بپھر گئے اور ایک ہنگامہ بپا کر دیا۔ حکیم صاحب پنجاب آئے، مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ سے ملاقات کی، مولانا ظفر علی خاں ؒ کو صورت حال سے آگاہ کیا اور علامہ اقبال ؒ سے ملے اور معاملے کی نزاکت ان کے گوش گزار کی۔ پھر دہلی آئے اور جمعیت علمائے ہند کے اکابر علماء سے رابطہ پیدا کیا۔ اخبار ’’الجمعیت‘‘ میں چوہدری ظفر اللہ کے خلاف اداریہ لکھوایا۔ لاہور میں اخبار ’’زمیندار‘‘ نے بھی یونیورسٹی کے ارباب انتظام کے فیصلے کی شدید مخالفت کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یونیورسٹی کے اصحاب اختیار کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑا اور چوہدری ظفر اللہ کو جو دعوت دی گئی تھی وہ واپس لینا پڑی، پھر یہ ہوا کہ چند روز کے بعد یونیورسٹی کے طلباء اور بعض اساتذہ سے مل کر قادیانیوں کے خلاف ایک جلسے کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مولانا ظفر علی خان ؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کو دعوت دی گئی اور ان سے تقریریں کرائی گئیں۔ یہ جلسہ نہایت کامیاب رہا اور اس کے بعد قادیانیوں کو یونیورسٹی میں زور آزمائی کی جرأت نہ ہوئی۔‘‘ (محفل دانش منداں ص۲۲۶)

عقیدہ ختم نبوت کا مفہوم اور اس کی اہمیت

مولانا عبدالنعیم

اللہ رب العزت نے نبوت کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی انتہا محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس پر فرمائی۔ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپ ﷺ آخرالانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ بنایا جائے گا۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں۔ عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔

الف...... قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ اور

ب...... رحمت عالم ﷺ کی احادیث متواترہ (دوسودس احادیث مبارکہ) سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

ج...... سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا۔

چنانچہ امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری ؒ اپنی آخری کتاب ”خاتم النبیین“ میں تحریر فرماتے ہیں: ترجمہ: ”اور سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا۔ وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا۔ جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا۔ اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرامؓ کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا۔ جیسا کہ ابن خلدون ؒ نے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد قرناً بعد قرنٍ مدعی نبوت کے کفر و ارتداد پر ہمیشہ اجماع بلا فصل رہا ہے اور نبوت تشریعیہ یا غیر تشریعیہ کی کوئی تفصیل کبھی زیر بحث نہیں آئی۔“

(خاتم النبیین ص ۱۹۷)

مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ نے اپنی تصنیف ”مسک الختام فی ختم نبوت سید الانام ﷺ“ میں تحریر فرمایا ہے کہ: ”امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔“ (احتساب قادیانیت ج ۲ ص ۱۰)

آپ ﷺ کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئیں۔ ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔ (رحمۃ للعالمین ج ۲، ص ۲۱۳ قاضی سلمان منصور پوری ؒ)

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ ودفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی۔ اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ اور تابعین رحمہم اللہ کی تعداد بارہ سو ہے۔ (ختم نبوت کامل ص۳۰۴ حصہ سوم از مفتی محمد شفیعؒ)

رحمت عالم ﷺ کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرامؓ ہیں۔ جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کرگئی۔ اس سے ختم نبوت کے عقیدہ کی اہمیت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ انہیں حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی حضرت حبیب بن زید انصاری خزرجیؓ کی شہادت کا واقعہ ملاحظہ ہو:

ترجمہ: ’’حضرت حبیب بن زید انصاریؓ کو آنحضرت ﷺ نے یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا۔ مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیبؓ کو کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیبؓ نے فرمایا: ہاں! مسیلمہ نے کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیبؓ نے جواب میں فرمایا کہ: میں بہرا ہوں تیری یہ بات نہیں سن سکتا۔ مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا۔ حضرت حبیبؓ یہی جواب دیتے رہے اور مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا۔ حتیٰ کہ حبیبؓ بن زید کی جان کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ان کو شہید کردیا گیا۔‘‘ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہؓ ج۱ ص۳۷۰)

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کو مسئلہ ختم نبوت سے کس قدر والہانہ تعلق تھا۔

اب حضرات تابعینؒ میں سے ایک تابعیؒ کا واقعہ بھی ملاحظہ ہو:

’’حضرت ابومسلم خولانیؒ جن کا نام عبداللہ بن ثوبؒ ہے اور یہ امت محمدیہ ﷺ کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرمادیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتش نمرود کو گلزار بنادیا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے۔ سرکار دوعالم ﷺ کے عہد مبارک ہی میں اسلام لا چکے تھے۔ لیکن سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی پیدا ہوا۔ جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کیا کرتا تھا۔ اسی دوران اس نے حضرت ابومسلم خولانیؒ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ حضرت ابومسلمؒ نے انکار کیا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ حضرت ابومسلمؒ نے فرمایا: ہاں! اس پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور حضرت ابومسلمؒ کو اس آگ میں ڈال دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آگ کو بے اثر فرمادیا اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاء پر ہیبت سی طاری ہوگئی۔ اسود کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کردو۔ ورنہ خطرہ ہے

کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروؤں کے ایمان میں تزلزل نہ آجائے۔ چنانچہ انہیں یمن سے جلاوطن کردیا گیا۔ یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی یعنی مدینہ منورہ۔ چنانچہ یہ سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے۔ لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالت ﷺ روپوش ہوچکا ہے۔ آنحضرت ﷺ وصال فرماچکے تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بن چکے تھے۔ انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبوی ﷺ کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آکر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کردی۔ وہاں حضرت عمرؓ موجود تھے۔ انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو ان سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ حضرت ابومسلمؒ نے جواب دیا: یمن سے۔ حضرت عمرؓ نے فوراً پوچھا: اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ بعد میں ان صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟ حضرت ابومسلم ؒ نے فرمایا: ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔ اتنی دیر میں حضرت عمرؓ کی فراست نے اپنا کام کیا۔ انہوں نے فوراً فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟۔ حضرت ابومسلم خولانی ؒ نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرط مسرت ومحبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور انہیں لے کر حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پہنچے۔ انہیں صدیق اکبرؓ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ ﷺ کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا تھا۔“

(حلیۃ الاولیاء ص۱۲۹ ج۲، تاریخ ابن عساکر ص۳۱۵ ج۷)

منصب ختم نبوت کی خصوصیات

قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ کے متعلق ”رب العالمین“ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کے لئے ”رحمۃ للعالمین“ اور بیت اللہ شریف کے لئے ”ہدی للعالمین“ فرمایا گیا ہے۔ اس سے جہاں آنحضرت ﷺ کی نبوت ورسالت کی آفاقیت وعالمگیریت ثابت ہوتی ہے۔ وہاں آپ ﷺ کے وصف ختم نبوت کا اختصاص بھی آپ ﷺ کی ذات اقدس کے لئے ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے مخصوص علاقہ، مخصوص قوم اور مخصوص وقت کے لئے تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو حق تعالیٰ نے کل کائنات کو آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کے لئے ایک اکائی بنادیا۔ جس طرح کل کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ ”رب“ ہیں۔ اسی طرح کل کائنات کے لئے آنحضرت ﷺ ”نبی“ ہیں۔ یہ صرف اور صرف آپ ﷺ کا اعزاز واختصاص ہے۔

اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام اور مرزا قادیانی

آخری حصہ

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ نزول مبارک میں بے شمار برکتیں

۱...... مال کی بہتات ہوگی یہاں تک کہ صدقہ خیرات وصول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔۲...... ایک انار ایک پوری جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سائے میں آرام کرے گی۔۳...... ایک اونٹنی کا دودھ لوگوں کی بڑی جماعت کے لئے کافی ہو جائے گا۔۴...... ایک گائے کا دودھ پورے خاندان کی کفایت کر جائے گا۔۵...... ایک بکری کا دودھ ایک گھر کے افراد کے لئے پورا ہو جائے گا۔۶...... امن اس قدر قائم ہوگا کہ شیر اور اونٹ، چیتے اور گائیں، بھیڑیئے اور بکریاں اکٹھے چریں گے۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔۷...... حسد، کینہ، بغض اور دشمنی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ آپس کی لڑائیاں اور جنگ ختم ہو جائے گی۔ انسان تو انسان جانوروں کو بھی راحت حاصل ہوگی۔ ایسا مبارک اور خیر وبرکت سے بھرپور زمانہ ہوگا۔

میرے محترم دوستو! سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نازل ہونے کے بعد جہاں دوسرے کارنامے سرانجام دیں گے۔ وہاں رحمت عالم ﷺ کی شریعت کے مطابق اور آپ ﷺ کی سنت کے مطابق مقام ''فج روحاء'' سے حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر حج یا عمرہ ادا فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے قسم اٹھا کر فرمایا:

''والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحآء حاجاً او معتمراً (مسلم ج ۱ ص ۴۰۸)''

کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ ضرور بالضرور ابن مریم مقام ''فج روحاء'' سے حج یا عمرہ کا احرام باندھیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح، اولاد، وفات

میرے بھائیو! رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ''ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (مشکوٰۃ ص ۴۸۰)'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے تو نکاح کریں گے۔ ان کی اولاد پیدا ہوگی۔ وہ زمین پر پینتالیس سال تک ٹھہریں گے۔ پھر انہیں موت آئے گی۔ تو میرے قریب میرے روضۂ اطہر میں دفن کئے جائیں گے۔ پھر (حشر کے دن) میں اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ایک ہی مقبرے سے اٹھیں گے۔

میرے محترم بھائیو! اور بزرگو! یہ مختصر سا تعارف اور تذکرہ جو آپ حضرات کے سامنے کیا گیا ہے۔
اسی کو اجمال اور اختصار کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا: ''ذلک عیسیٰ ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون (مریم: ۳۴)'' یہ ہے عیسیٰ بیٹا مریم کا یہی وہ حق بات ہے جس میں (یہود و نصاریٰ اور قادیانی) لوگ شک اور اختلاف کرتے ہیں۔

تصویر کا دوسرا رخ

میرے محترم بھائیو اور دوستو! آپ نے سیدنا حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے متعلق قرآن وسنت کی روشنی میں ملاحظہ فرمالیا ہے کہ وہ عظیم الشان نبی اور رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دجال کے قتل کے لئے اور حضور ﷺ کی امت کی مدد کے لئے قرب قیامت کے پرفتن دور میں آسمان سے نازل فرمائیں گے۔ لے جانے والے بھی اللہ تعالیٰ اور نازل کرنے والے بھی اللہ تعالیٰ۔ نہ وہ اپنی مرضی سے گئے ہیں، نہ اپنی مرضی سے آئیں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشاء کے تحت ان کا آسمانوں پر جانا ہوا اور اللہ تعالیٰ ہی کی منشاء ومرضی کے تحت ان کا نزول ہوگا۔ یہ تصویر کا ایک رخ ہے جو حقیقی اور سچا ہے۔
اب میں آپ حضرات کے سامنے تصویر کا دوسرا رخ رکھتا ہوں جو سراسر جھوٹ پرمبنی ہے۔ وہ یہ کہ برصغیر پاک وہند میں ملعون زمانہ مرزا غلام احمد قادیانی جو انگریز کے اشارے پر کھڑا ہوا۔ اس نے الٹے پلٹے دعوے کئے۔ ڈھیرے ڈھیرے دعوے کرتا گیا۔ کبھی اپنے آپ کو مبلغ اسلام، مجدد اسلام کہا اور کبھی ملہم من اللہ، محدث من اللہ کہا، کبھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور مثیل مسیح ہونے کا۔ بالآخر ۱۸۹۱ء میں مسیح ہونے کا دعویٰ کردیا اور قرآن وحدیث میں تحریف کرکے کہا کہ جس مسیح نے آنا تھا۔ وہ فوت ہوگیا۔ جھوٹ بول بول کر کہا کہ وہ سری نگر کے محلہ خانیار میں دفن ہیں۔ کبھی کہا کہ وہ اپنے وطن گلیل میں دفن ہیں۔ اس پر ڈھٹائی کے ساتھ مختلف رسائل لکھے مثلاً ''فتح الاسلام''، ''توضیح المرام'' اور ''ازالہ اوہام'' وغیرہ۔
متحدہ ہندوستان کے تمام مکاتب فکر کے علماء نے اس کے خلاف فتوے جاری کئے۔ یہاں تک کہ حرمین شریفین اور مصر وشام کے علماء ومفتیان کرام نے بھی فتوے دیئے کہ یہ شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسی طرح اس کے ماننے والے بھی کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔
میرے محترم بھائیو! مرزا قادیانی ملعون نے صرف یہ نہیں کہا کہ مسیح فوت ہوگئے۔ بلکہ شرم وحیاء کی ساری حدیں پھلانگ کر سیدنا حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی وہ توہین کی کہ یہود کے بھی کان کتر لئے۔ مثلاً اس نے کہا اپنی کتاب ''ضمیمہ انجام آتھم، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱'' میں کہ: ''مسیح کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔''

اسی طرح اس نے اپنی کتاب ’’کشتی نوح ص ۶۶ حاشیہ، خزائن ج۱۹ص ۷۱‘‘ وغیرہ میں لکھا کہ: ’’عیسیٰ شراب پیا کرتے تھے۔‘‘ سیدنا حضرت مسیح کے معجزات کا انکار کیا۔ ان کی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان تراشی کی۔ تب علماء کرام نے امت مسلمہ کو اس ملعون فتنہ سے آگاہ کیا۔ خود مرزا قادیانی اور اس کی ذریت سے مناظرے اور مباحثے کے لئے میدان میں آئے۔ مرزا قادیانی کی ایک ایک عبارت اور ایک ایک بات پر ایسی گرفت کی اور ان کو دلائل کے شکنجے میں ایسا جکڑا کہ آج تک قادیانی ذریت اس سے نکل نہیں سکی۔ مثلاً: مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ’’براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج۱ص ۵۹۴‘‘ میں لکھا ہے کہ: ’’اس عاجز کو حضرت سے مشابہت تامہ ہے۔‘‘ اسی طرح اپنی کتاب ’’کشتی نوح ص ۴۹، خزائن ج۱۹ص ۵۳‘‘ میں بھی لکھا ہے کہ: ’’اس مسیح (مرزا قادیانی) کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے۔‘‘

علامات مسیح اور مرزا قادیانی

میرے محترم بھائیو! جب مرزا قادیانی نے یہ کہا کہ مجھے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سے مشابہت تامہ ہے تو علماء کرام نے اور امت مسلمہ نے خود مرزا قادیانی اور اس کی ذریت سے پوچھا کہ کس طرح مشابہت تامہ ہے؟ ذرا ہمیں سمجھائیں تو سہی۔ مثلاً دیکھئے:

۱...... حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ جبکہ مرزا قادیانی کا باپ مرزا غلام مرتضیٰ ہے۔

۲...... حضرت مسیح علیہ السلام کی ماں کا نام مریم ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی ہے۔

۳...... حضرت مسیح علیہ السلام ملک شام میں پیدا ہوئے۔ جبکہ مرزا قادیانی قادیان میں پیدا ہوا۔

۴...... حضرت مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ہے۔

۵...... حضرت مسیح علیہ السلام کا لقب مسیح، کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی کا کوئی لقب نہیں ہے۔

۶...... حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ کی عظمت قرآن نے بیان کی۔ جبکہ مرزا قادیانی کی ماں کا قرآن میں کوئی تذکرہ ہی نہیں۔

۷...... حضرت مسیح علیہ السلام نے ماں کی گود میں کلام کیا۔ جبکہ مرزا قادیانی کے نصیب میں یہ سعادت کہاں؟۔

۸...... حضرت مسیح علیہ السلام نے ابھی تک نکاح نہیں کیا۔ جبکہ مرزا قادیانی کی دو بیویاں تھیں۔

۹...... حضرت مسیح علیہ السلام کی ابھی تک اولاد نہیں ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی کی اولاد تھی۔

۱۰...... حضرت مسیح علیہ السلام کو کوئی بیماری نہیں تھی جبکہ مرزا قادیانی بیماریوں کا مجموعہ تھا۔

۱۱...... حضرت مسیح علیہ السلام معصوم تھے شراب نہیں پیا کرتے تھے۔ جبکہ مرزا قادیانی پلومر کی دکان لاہور سے ٹانک وائن کی شراب درآمد کیا کرتے تھے۔

۲۱...... حضرت مسیح علیہ السلام کا رفع الی السماء ہوا۔ جبکہ مرزا قادیانی نے ایسا خواب بھی نہیں دیکھا۔

۱۳...... حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی ماں کے پیٹ سے نکلا۔

۱۴...... حضرت مسیح علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر آئیں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی دائی کا مرہون منت ہے۔

۱۵...... حضرت مسیح علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو دو خوبصورت زرد رنگ کی چادریں زیب تن کئے ہوئے ہوں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی پیدا ہوتے وقت الف ننگا تھا۔

۱۶...... حضرت مسیح علیہ السلام دمشق میں اتریں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی کبھی بھی دمشق نہیں گیا۔

۱۷...... حضرت مسیح علیہ السلام امام مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے پہلی فجر کی نماز ادا فرمائیں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی نے خواب میں بھی امام مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔

۱۸...... حضرت مسیح علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی نے دجال کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ الٹا کبھی عیسائی پادریوں کو دجال کہا، کبھی یورپ کے فلاسفروں کو دجال کہا، کبھی شیطان کو دجال کہا، کبھی ابن صیاد کو دجال کہا، کبھی دنیا پرست لوگوں کو دجال کہا۔ سب سے بڑھ کر یہ بکواس کی اور اپنی کتاب ’’ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳‘‘ میں لکھا کہ: ’’آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ منکشف نہ ہوئی۔‘‘

۱۹...... حضرت مسیح علیہ السلام کے دم سے کافر مریں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی کے آنے سے کفر میں ترقی ہوئی۔ برصغیر پاک و ہند میں عیسائیت خوب پھیلی۔

۲۰...... حضرت مسیح علیہ السلام نازل ہونے کے بعد حج یا عمرہ کریں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی نے حج یا عمرہ کبھی نہیں کیا۔

۲۱...... حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہونے کے بعد آپ ﷺ کے روضۂ اطہر میں مدفون ہوں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی کا مرنے کے بعد قادیان میں مرگھٹ بنا۔

۲۲...... حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر نزول کے بعد پینتالیس سال ہوگی۔ جبکہ مرزا قادیانی کی عمر ۶۹، ۷۰ سال بمشکل ہوئی۔

۲۳...... حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد یاجوج ماجوج نکلیں گے۔ ان کی ہلاکت واقع ہوگی جبکہ مرزا قادیانی کے دور میں ایسا نہیں ہوا۔

۲۴...... حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں مال کی بہتات ہوگی۔ یہاں تک کہ صدقہ خیرات لینے والا کوئی نہ ملے گا۔ جبکہ مرزا قادیانی خود لوگوں سے چندہ مانگتا رہا۔

۲۵...... حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں پھلوں اور جانوروں کے دودھ میں برکت ہوگی۔ جبکہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں ایسا نہیں ہوا۔

۲۶...... سیدنا مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں امن قائم ہوگا۔ بھڑیئے اور بکریاں اکٹھے چریں گے۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ سانپوں اور زہریلی چیزوں میں زہر ختم ہو جائے گا۔ جبکہ مرزا قادیانی کے دور میں ایسا نہیں ہوا۔

میرے محترم بھائیو! سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کی اس طرح کی ایک سو سے زائد علامات ہیں جو مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتیں۔ بلکہ کہیں دور دور تک بھی ان کی خوبو نظر نہیں آتی۔ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ سراسر باطل، جھوٹ اور دجل وفریب پر مبنی ہے کہ: ''اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے۔'' سراسر قرآن وحدیث کی تحریف پر مبنی ہے۔

مرزا قادیانی کے اسی جھوٹے دعوے کے تحت آج پوری دنیا کے قادیانی قرآن وحدیث میں دجل وتحریف کر کے اصلی اور حقیقی مسیح کا انکار اور جھوٹے مسیح کا پرچار کر رہے ہیں۔ انصاف کا خون کر رہے ہیں اور امت مسلمہ پر ظلم کر کے ان کا ایمان لوٹ رہے ہیں۔

آیئے! میں اور آپ مرزا قادیانی اور قادیانیت کے اس فریب سے امت مسلمہ کو بچائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان واسلام کی حفاظت فرمائے۔ آمین بحرمة سید المرسلین و خاتم النبیین ﷺ!

مسواک کے اخروی فوائد

☆...... رب کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ ☆...... فرشتے اس سے خوش ہوتے ہیں۔ ☆...... اتباع نبی ﷺ ہے۔ ☆...... نماز کے ثواب کو بڑھاتی ہے۔ ☆...... شیطانی وسوسے دور ہو جاتے ہیں۔ ☆...... قبر میں مونس ہے۔ ☆...... اس کی برکت سے قبر وسیع ہو جاتی ہے۔ ☆...... موت کے وقت کلمہ یاد دلاتی ہے۔ ☆...... جسم سے روح سہولت سے نکلتی ہے۔ ☆...... فرشتے مصافحہ کرتے ہیں۔ ☆...... قلب کی پاکیزگی ہوتی ہے۔ ☆...... مسواک کرنے والے کے لئے حاملین عرش استغفار کرتے ہیں۔ ☆...... مسواک کرنے والے کے لئے انبیا علیہم السلام بھی استغفار کرتے ہیں۔ ☆...... مسواک کے ساتھ وضو کر کے نماز کو جائیں تو فرشتے پیچھے چلتے ہیں۔ ☆...... شیطان اس کی وجہ سے دور اور ناخوش ہوتا ہے۔ ☆...... مسواک کا اہتمام کرنے والا پل صراط سے بجلی کی طرح گزرے گا۔ ☆...... اطاعت خداوندی پر ہمت اور قوت نصیب ہوتی ہے۔ ☆...... نزع میں جلدی ہوتی ہے۔ ☆...... جنت کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں۔ ☆...... دوزخ کے دروازے اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں۔ ☆...... ملک الموت اس کی روح نکالنے کے لئے اسی صورت میں آتے ہیں جس طرح اولیاء اللہ اور انبیا علیہم السلام کے پاس آتے ہیں۔ ☆...... دنیا سے رخصت ہوتے وقت حضور نبی کریم ﷺ کے حوض کوثر سے رحیق مختوم پینے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ (انوار الباری)

جناب چوہدری ممتاز احمد کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب

ادارہ

چوہدری ممتاز احمد: جناب چیئرمین! قادیانیوں کا یہ پرانا مسئلہ ہے۔ جو اس ہاؤس کے سامنے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تاریخی موقع ہے۔ جب مسلمانوں کے منتخب نمائندے اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں۔ ان کو موقع ملا ہے کہ وہ اسلام کو Purify (خالص) کریں اور وہ، جو مذہب کے نام پر اس ملک میں فراڈ بنے ہوئے ہیں اور جنہوں نے بزنس کے اڈے بنائے ہوئے ہیں ان کو ختم کیا جائے۔ میں کچھ عرض کرنے سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں بالکل سیدھا سادہ مسلمان ہوں۔ میرا صرف دین اسلام پر ایمان ہے۔

میں دین اور اسلام پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایک خدا، ایک رسول ﷺ یہ میرا ایمان ہے۔ ہمیں یہ کہا گیا کہ آپ پہلے اللہ پر ایمان لائیں، سب نبیوں پر ایمان لائیں، کتابوں پر ایمان لائیں، فرشتوں پر ایمان لائیں اور جتنی بھی باتیں ہیں مثلاً: نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، ان سب کا مقصد یہ تھا کہ دنیا میں اسلام بڑھے اور لوگوں اور انسانیت کی بھلائی ہو۔ یہی وجہ تھی کہ علامہ اقبال ؒ نے یہ فرمایا تھا کہ اسلام کی جتنی بھی تعلیم و تبلیغ ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ نیک ہوں۔ ایک دوسرے کی مدد کریں:

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

پھر اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے ایسا معاشرہ بنا جس میں اسلام چمکتا اور بڑھتا رہا۔ آج بھی میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً تمام دوسرے مذاہب کے لوگوں سے زیادہ ہے اور جتنے بھی ہیں وہ اپنے مسلک پر قائم ہیں۔ لیکن پھر جب اسلامی گرفت کمزور ہونے لگی۔ لوگوں کے عقائد کمزور پڑ گئے، اور مادیت کا دور آ گیا۔ جب بادشاہت کا دور آ گیا۔ لوگوں نے بیچ میں اپنے اپنے قصے کھڑے کرنے شروع کر دیئے۔ جعلی پیغمبر بھی بنے۔ اس کے علاوہ علماء حق کو چھوڑ کر صحیح تعلیم و تبلیغ کرنے والے لوگوں نے تعلیم و تبلیغ چھوڑ کر پیسہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں کو انہوں نے اسلام سے دور کیا۔ اسی طرح بنتے بنتے میری رائے کے مطابق ۷۲ فرقے اسلام میں بن گئے۔ پھر ان کے آپس میں مباحثے اور مناظرے ہونے لگے اور وہ بھی فروعی باتوں پر۔ اصل چیز اسلام کو دنیا میں صحیح شکل میں قائم رکھنا تھا۔ وہ اس کو بھول گئے اور اس طرح مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچا۔ یوں مسلمانوں کا زوال شروع ہوا۔ جب سائنس نے ترقی کی اور یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں سمیت دوسری قومیں اٹھیں تو انہوں نے اپنے مذہب کو بھی مدنظر رکھا اور اسلام پر ہر طرح کے حملے

کئے۔ جیسے جیسے مسلمانوں میں نفاق بڑھتا گیا ویسے ویسے فرقے بنتے گئے۔ اس طرح اسلام کمزور ہوتا گیا۔

اب میں اس طرف آ رہا ہوں۔ یہاں ہندوستان میں چونکہ غیر ملکی حکومت تھی اور پھر مسلمانوں کی حکومت رہی تھی۔ چنانچہ ان قادیانیوں کو خطرہ تھا۔ انہوں نے سوچا کہ مسلمانوں میں نفاق ڈالو۔ مسلمان خطرناک ہیں۔ ان کے پاس جہاد کا جذبہ ہے۔ انہوں نے مسلمانوں میں فسادات اور فرقہ بندی کرانا شروع کردی۔ انہوں نے کہا کہ ایسا شوشہ چھوڑا جائے جس سے ملت اسلامیہ کمزور ہو جائے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انگریز نے ایک آدمی کو جو کہ میرے علم کے مطابق پٹی کے رہنے والے تھے۔ کیونکہ میں بھی ضلع امرتسر کا رہنے والا ہوں۔ مرزا قادیانی کا دین وہاں سے چلا۔ پٹی ایک قصبہ ہے اور یہ وہاں کے مغل تھے۔ مغل تھے اس لئے حکومت کرنے کا جذبہ تھا۔ میری ان سے ذاتی واقفیت بھی ہے۔ یہ *Intelligent* (ذہین) آدمی تھے۔

دین کے معاملے میں انہوں نے عیسائیوں سے مباحثے کئے اور سنا ہے کہ عیسائیوں کو کافی شکست ہوئی۔ انگریز نے سوچا کہ کسی طرح سے ان کو قابو کرو۔ تو ہم نے سنا ہے کہ ان کو قابو کیا گیا اور انہوں نے رضا مندی ظاہر کردی اور ان کے جو پہلے خلیفہ تھے نورالدین، ان کے ساتھ مل کر یہ داغ بیل ڈالی کہ چلو، ایک نیا فرقہ بناتے ہیں۔ اس فرقے کے بنتے بنتے انہوں نے کہا کہ پہلے ۷۲ فرقے ہیں، ۷۳ سہی۔ پھر انہوں نے دعویٰ نبوت کردیا۔ یہ سب انوکھی چیزیں ہیں۔ جب سے اسلام آیا کسی نے اس کے بعد دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا۔ انہوں نے آہستہ آہستہ تبلیغ شروع کردی۔ ہم تو اس زمانے میں پیدا ہوئے ہیں۔ جب وہ فوت ہو گئے ہیں۔

اب جو کچھ *Cross examination* (جرح) ہوا ہے۔ دونوں فرقوں کے جواب آئے ہیں۔ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے اس بات کو صاف طور پر مانا ہے کہ مرزا صاحب پیغمبر تھے۔ جب ان سے کہا گیا کہ کیا ثبوت ہے کہ وہ پیغمبر تھے۔ تو یہ کہا گیا کہ خدا سے پوچھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے۔ فیصلہ تو واقعی قیامت کے دن خدا نے ہی کرنا ہے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔ دنیا میں شاید یہ فیصلہ نہ ہو سکے۔ لیکن چونکہ استحصال کی تمام شکلیں ختم کرنے کا نعرہ تھا۔ جیسا کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں فیصلہ ہوا۔ اسی طرح مذہب میں بھی استحصال کی شکلیں ہیں۔ ان کو *Purify* ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۷۲ فرقے بنے ہوئے تھے۔ ان کو حوصلہ ہوا کہ ایک نئی دکان کھولیں۔

انہوں نے پھر اضافہ یہ کیا کہ پیغمبری کا دعویٰ کردیا۔ تو اب انہوں نے کہا کہ خدا سے پوچھیں۔ خدا کا فیصلہ تو قیامت کے روز ہو گا۔ لوگ آج چاہتے ہیں کہ فیصلہ ہو۔ میری ایمانداری سے رائے ہے کہ پاکستان کے عوام یہ چاہتے ہیں کہ اس مسئلے کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ عوام یہ چاہتے ہیں کہ دین *Purif* (خالص) ہو۔ ایسے ہر آدمی کو جو صرف اپنے آپ کو بڑھانے کے لئے اسلام کا نام لیتا ہے یا اس نے فرقہ بنایا ہوا ہے یا اس نے جماعت بنائی ہوئی ہے یا پیسے اکٹھے کرنے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے یا باہر سے *Aid* (امداد)

لیتا ہے یا پاکستان کے خلاف سازشیں کر رہا ہے۔ الغرض میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کو صحیح معنوں میں Purif (خالص) کیا جانا چاہئے۔ میری رائے کے مطابق جتنی بھی دکانداریاں اور جتنے بھی فراڈ ذاتی ناموں سے یا اور فرقوں کے ناموں سے بنے ہوئے ہیں۔ ان سب کو ختم کرنے سے پہلے جو جعلی نبی کا فراڈ ہے۔ اس کو ختم کرنا ضروری ہے۔

جناب والا! میں اس بارے میں زیادہ عرض نہیں کرنا چاہتا۔ چونکہ میرے دوستوں نے کافی کچھ کہا ہے۔ ہم نے قرآن پاک کو جو پڑھا ہے اور انبیاء کی زندگیوں کا مطالعہ کیا ہے اور دیکھا ہے کہ انہوں نے کس طرح دین کو پھیلایا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب کوئی ریفارمر آیا۔ جس علاقے میں بھی وہ پیدا ہوا۔ اس نے عوام میں جا کر اس کی تبلیغ کی۔ یہ پیغمبری شان ہوتی ہے۔ انہوں نے بڑوں بڑوں کو نہیں دیکھا۔ لیکن یہاں میں دیکھتا ہوں کہ جو بھی جماعت بنی ہے اور جو بھی فرقہ بنا ہے وہ صرف بڑوں بڑوں کو تبلیغ کرتا ہے۔ بڑوں پر جال ڈالتا ہے۔ بڑے افسروں، فوجیوں، صنعت کاروں، تاجروں اور لیڈروں کو اپنے فرقے میں شامل کرتا ہے۔ عوام کی طرف کوئی نہیں جاتا۔ بڑوں بڑوں پر جال ڈالتے ہیں۔ موجودہ دور کے جو فرقے ہم نے دیکھے ہیں۔ شاید وہ دین کی خدمت کرنے میں سچے نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر دین کی خدمت کرنے میں سچے ہوں تو ہمارے نبی کریم ﷺ جن پر ہمارا ایمان ہے کہ وہ آخری پیغمبر ہیں۔ ان کے بعد کسی کے آنے کا کسی قسم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے تو عوام میں جا کر تبلیغ کی اور تبلیغ کے صلے میں پتھر بھی کھائے۔

تو اب اس دور میں جس کسی نے پیغمبری کا دعویٰ کیا یا کوئی دعویٰ کر کے بیٹھا ہے اور وہ اپنے آپ مجدد بنا بیٹھا ہے۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ پیغمبری تو صرف خدا کی طرف سے ملتی ہے اور پیغمبر اعلان کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ دوسرا کوئی اعلان نہیں کرتا۔ لوگ اس کو خطاب دیتے ہیں کہ یہ ولی ہیں، یہ مجدد ہیں، یہ نیک آدمی ہیں، یہ عالم ہیں، یہ پیر ہیں، کوئی اپنے آپ نہیں بنتا۔ لیکن یہاں تو ہم نے اپنے آپ ہی بنتے دیکھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو اپنے آپ بنتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ جس کو مخلوق خدا کہتی ہے، جس کو خدائی کہتی ہے یہ ہے، وہ سچا ہے۔

تو اب ساری مخلوق کہہ رہی ہے کہ یہ جو نبی والی بات ہے یہ غلط ہے۔ ہم اس کو نہیں مانتے۔ کیونکہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ ایسی بات نہیں۔ انہوں نے خود بھی کراس ایگزامینیشن میں صاف صاف کہا ہے کہ جو مرزا صاحب کو اتمام حجت کے باوجود نبی نہیں مانتا، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ فیصلہ تو انہوں نے خود کر دیا ہے۔ اب تو فیصلہ اسمبلی کو کرنا ہے اور میں اپنی طرف سے کوئی رائے نہیں دوں گا۔ لیکن چند ایک باتیں ضرور عرض کروں گا۔ انہوں نے عوام میں تبلیغ نہیں کی۔ اس لئے میرے خیال کے مطابق وہ سچے نبی نہیں ہیں اور دوسرے یہ کہ خدا فیصلہ کرے گا کہ انہوں نے تو یہاں کہہ دیا

ہے کہ جو نہیں مانتے ہیں وہ کافر ہیں۔ اب وہ دوزخ میں جائیں گے۔ ٹھیک ہے پھر جب خدا کے پاس جائیں گے۔ اگر سارے دوزخ میں جائیں گے تو ہم بھی چلے جائیں گے۔ اگر وہ بچے ہوں گے تو تھوڑے سے رہ جائیں گے جنت میں۔ اس پر ہمیں کوئی گلے والی بات نہیں ہے۔ ہم وہ نہیں بننا چاہتے کسی صورت میں۔

جناب والا! اب ہے کہ ان کو کیا قرار دیا جائے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے معزز ممبران جو بیٹھے ہیں، وہ عوام کے نمائندے ہیں۔ ان میں عالم بھی ہیں، فاضل بھی ہیں، پیر حضرات بھی ہیں اور ہمیں اب مذہب پر کافی عبور ہوگیا ہے۔ جیسے مرزا صاحب کا کراس ایگزامینیشن ہوا۔ دوسرے صاحبان نے بھی اپنے اپنے محضرنامے پڑھے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ بنیادی طور پر مسلمان ہیں۔ تھوڑا بہت تو سب کو پتہ ہوتا ہے کہ اسلام کے بنیادی اصول کیا ہیں۔ تو اس پر جو رائے سب دوستوں کی ہوگی۔ میری بھی وہی ہوگی۔ جو پبلک کی رائے ہوگی اس پر ہمیں چلنا پڑے گا۔ کیونکہ اب پاکستان کی سیاست عوام کے ہاتھ میں ہے اور جو فیصلہ عوام چاہیں گے، وہی ہوگا۔ کوئی اس سے روگردانی نہیں کرے گا اور میں اس بارے میں پورا پر یقین ہوں کہ ہمارے ملک کے سربراہ، قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو بھی عوام کی رائے پر یقین رکھیں گے۔ عوام کی رائے کے مطابق اس کے متعلق سب دوست مل کر فیصلہ کریں گے۔

مسواک کے دنیوی فوائد

☆......منہ کی پاکیزگی ہے۔ ☆......موت کے علاوہ ہر مرض کی شفا ہے۔ ☆......نگاہ کی روشنی بڑھاتی ہے۔ ☆......مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔ ☆......بلغم دور کرتی ہے۔ ☆......جسم تندرست رکھتی ہے۔ ☆......حافظہ قوی کرتی ہے۔ ☆......بال اگاتی ہے۔ ☆......جسم کا رنگ نکھارتی ہے۔ ☆......اس پر مداومت سے غربت دور ہوتی ہے۔ ☆......زبان کی فصاحت ودانش بڑھاتی ہے۔ ☆......کھانا ہضم کرتی ہے۔ ☆......بڑھاپا جلد آنے نہیں دیتی۔ ☆......کمر کو قوی کرتی ہے۔ ☆......عقل تیز کرتی ہے۔ ☆......چہرہ بارونق بناتی ہے۔ ☆......فاضل رطوبات کا ازالہ واخراج کر دیتی ہے۔ ☆......دردسر دور کرتی ہے۔ ☆......داڑھ کا درد رفع کرتی ہے۔ ☆......دانتوں کو چمکدار بناتی ہے۔ ☆......اس کی برکت سے حصول رضا میں آسانی ہوتی ہے۔ ☆......کثرت اولاد کا باعث ہے۔ ☆......قضائے حوائج میں سہولت اور مدد دیتی ہے۔ (انوارالباری)

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دیگر سنتوں کے ساتھ مسواک کی سنت کو بھی زندہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمیشہ رضاء الٰہی نصیب فرمائے۔ آمین!

ایک قادیانی نوجوان کا قبول اسلام

مولانا محمد قاسم رحمانی

سلطان احمد ولد ظفر احمد نوجوان نے ۲۴؍دسمبر ۲۰۱۸ء بروز اتوار راقم کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا۔ سلطان احمد بہاول نگر کا رہائشی ہے۔ دادا، والد اور سسرال قادیانی ہیں۔ سلطان احمد راقم کے پاس دفتر ختم نبوت بہاول نگر میں آیا اور کہا کہ میں علماء کرام سے ختم نبوت کے عنوان پر بیانات سنتا رہتا تھا۔ میرا ایک بھائی قادیانیوں کا مربی ہے، اس سے بھی قادیانیت کے بارے میں سنتا رہتا تھا۔ علماء کرام سے عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں سننے کے بعد دل میں خیال پیدا ہوا کہ قادیانی ذریت اپنے آپ کو سچا کہتی ہے۔ جبکہ مسلمانوں قرآن وحدیث کی روشنی میں قادیانیوں کو کافر ثابت کرتے ہیں۔ آخر معاملہ کیا ہے؟۔ یہ خیال روز بروز بڑھتا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم کیا۔

ایک رات میں نے خواب دیکھا

میرا دادا اپنی قبر میں اس حالت میں تھا کہ اس کا جسم گل سڑ چکا ہے۔ صرف چہرہ نظر آتا ہے۔ میں نے پوچھا: دادا یہ کیا؟ دادا نے جواب دیا مجھ سے نہ پوچھو۔ مرزا قادیانی کو دیکھو۔ میں نے دیکھا تو مرزا قادیانی مجھے خنزیر کی شکل میں نظر آیا۔ اس کا بھی سارا جسم گل سڑ چکا ہے اور منہ سے خون اور پیپ جاری ہے۔ میری آنکھ کھل گئی۔ میرا دادا اور والد چناب نگر قبرستان میں دفن ہیں۔ آنکھ کھلتے ہی میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ میرے سامنے حقیقت کھل گئی تھی۔ صبح ہی میں نے یہ خواب بھائی اور دوسرے خاندان والوں کو سنایا تو انہوں نے کہا تو پاگل ہوگیا ہے۔ مجھے خوب مارا۔ گھر سے نکال دیا۔ سب کچھ چھین لیا۔ میں نے فیصلہ کیا کہ جن کے بیانات سنے تھے ان کے پاس جا کر مزید معلومات لوں گا۔ تو میں دفتر ختم نبوت بہاول نگر کا پتہ پوچھ کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ راقم نے عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھایا۔

سلطان احمد نے کہا کہ میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ تو گواہوں کی موجودگی میں دفتر ختم نبوت میں سلطان احمد نے اسلام قبول کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجی کہ وہ دجال، کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج تھا۔ مرزائیت کفر ہے اور اسلام سچا مذہب ہے۔ نومسلم نوجوان نے عہد کیا کہ اب میں بقیہ زندگی اسلام کے مطابق گزاروں گا۔ اس خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ راقم نے استقامت علی الدین کی دعا کرائی۔ گواہان میں بھائی حاجی نذیر احمد، مدثر، شہباز احمد، شکیل احمد، حاجی محمد یعقوب، احسان احمد اور دوسرے دوست موجود تھے۔ قارئین لولاک اس نومسلم نوجوان کے لئے استقامت کی دعا کریں۔

مختصر اور متفرق پیغامات

حافظ عتیق الرحمٰن: لودھراں

- اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں کی کامیابیاں نصیب فرمائے آمین!
- گفتار سے انسان کا وزن کیا جاتا ہے اور کردار سے اس کی قیمت لگائی جاتی ہے۔
- تکالیف نہیں، محبتیں یاد رکھو، پر سکون رہو گے۔
- دعا ہے، اے بلندیوں کے بادشاہ! میرے پیاروں کو ہمیشہ خوش حال اور آباد رکھنا۔ آمین!
- اللہ ہمیں تکبر، مفاد پرستی، لالچ، خود غرضی سے بچالے۔ آمین!
- نئے پاکستان کا ایجنڈا: غریب کے لئے ڈنڈا، ڈیم کے لئے چندہ، معیشت کے لئے انڈہ۔
- تعلق اور رشتے فرصت کے نہیں عزت کے محتاج ہوتے ہیں۔ ان کو جتنی عزت دی جائے اتنے گہرے ہوتے جاتے ہیں۔
- دعا ہے: پل سے پل تک، صبح سے شام تک، دن سے رات تک، نیند سے جاگ تک، زمین سے آسمان تک، زندگی سے موت تک، چاند سے ستاروں تک، غم سے خوشی تک، دل سے دل تک اور زندگی کے پہلے دن سے زندگی کے آخری دن تک اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ امین!
- علم و عمل کو جمع کرنے کا نام کمال ہے۔
- مخلص رشتے اور دوست اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوتے ہیں انہیں کبھی ضائع مت ہونے دیں۔ چاہے کتنی بھی مجبوری ہو کیونکہ مجبوریاں تو ختم ہو جائیں گی مگر دوست اور رشتے دوبارہ نہیں ملیں گے۔
- مت پوچھو ساقی ان کے مے خانے کا پتہ...... شراب کیا ان کے شہر کا پانی بھی نشہ دیتا ہے۔
- چار خوبیاں انسان کو باکمال بنا دیتی ہیں، ٹھنڈا دماغ، میٹھی زبان، نرم دل اور چہرے پہ مسکراہٹ۔
- اللہ تعالیٰ آپ کے وقار کو بلند کرے، اپنی رحمت کے سائے اور حفظ وامان میں رکھے۔
- انسان دو معاملات میں بے بس ہے۔ دکھ سے بھاگ نہیں سکتا اور خوشی خرید نہیں سکتا۔
- بندہ چاہے کتنا بڑا اللہ تعالیٰ کا نافرمان کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس دنیا میں دو دروازے ہمیشہ کھلے رکھتے ہیں: ا...... رزق کا دروازہ۔ ۲...... توبہ کا دروازہ۔
- رب کی رضا کے ساتھ زندگی کی تمام خوش گوار بہاریں آپ کو میسر رہیں۔ دنیا و آخرت میں عزت و وقار ملے۔ ہمیشہ اللہ کریم کی رحمتوں کے سائے میں رہیں۔ آمین!
- امید ایک ایسی چھاؤں ہے جو اپنے دامن میں پناہ دے کر انسان کو مایوسی کے سمندر میں ڈوبنے سے بچاتی ہے۔ رب کریم کی نعمتیں سدا آپ پر برستی رہیں اور آپ ہمیشہ شاد و آباد رہیں۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے.....تبصرہ نگار: محمد وسیم اسلم

امت مسلمہ کی تاریخ ساز مائیں (دو جلدیں): مؤلف: مولانا محمد ریاض انور گجراتی: صفحات جلد اول: ۷۶۸: صفحات جلد دوم: ۸۳۲: قیمت درج نہیں: ناشر: اسلامی کتب گھر نزد جامعہ نصرۃ العلوم محلہ فاروق گنج گھنٹہ گھر گوجرانوالہ۔

ہر سلیم الفطرت انسان جانتا ہے کہ انسان کی پہلی تربیت گاہ ماں ہے۔ حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری ؒ نے اپنی کتاب ’’اصلاحات کبریٰ‘‘ میں ’’طبقہ اُناث کی مظلومی‘‘ کے عنوان سے ایک فصل قائم کی ہے جس میں اسلام سے قبل معاشرے میں ایک عورت جو کہ بیک وقت بیٹی بھی ہوسکتی ہے، بہن بھی ہوسکتی ہے، بیوی بھی ہوسکتی ہے اور ایک ماں بھی ہوسکتی ہے، پر گزرنے والے حالات کے مناظر پیش کئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر انسان کی روح سٹپٹا کر رہ جاتی ہے کہ ایسا سلوک شاید کسی جانور سے بھی روا نہ رکھا گیا ہو، جیسا کہ عہد قدیم میں ایک عورت سے رکھا جاتا رہا۔ باپ کے مرگ کے بعد ماں تک کو وراثت گردانا جاتا رہا۔

آفتاب نبوت ﷺ کے طلوع ہوتے ہی اسلام نے عورت کو ایسا رفیع و مقدس مقام ودیعت کیا، جس پر فائز ہونے کے بعد عہد نبوت کی پاک طینت خواتین اسلام کے درخشندہ وعمدہ واقعات تاریخ کا اہم ترین باب شمار ہوئے۔ اسی مناسبت سے زیر تبصرہ کتاب میں ازواج النبی ﷺ، بنات النبی ﷺ اور دیگر صحابیات النبی ﷺ کی جاں بازی و جاں نثاری کی داستانوں کو موتیوں کی مالا کے مانند پرو دیا گیا ہے۔ اس کے لئے صاحب کتاب کو کتنی شب بیداری کرنا پڑی ہوگی، کتنی ہی کتب کی خاک چھاننا پڑی ہوگی اس کا اندازہ تو وہی حضرات لگا سکتے ہیں جو اس وادی کے مسافر ہیں۔

حضرت مولانا محمد ریاض انور گجراتی اس سے قبل بھی حضرات اہل بیت عظامؓ پر ایک ضخیم کتاب ’’سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ‘‘ کے نام سے تالیف کر چکے ہیں۔ جس کے ایک باب ’’سیدنا امام حسنؓ کے حالات وواقعات‘‘ سے قارئین لولاک بھی استفادہ کر چکے ہیں۔ یقیناً یہ کام باعث سعادت وعبادت ہے، جس کے حصہ میں آجائے، زہے نصیب!

کتاب میں دو درجن سے زائد حضرات کی تقاریظ ہیں۔ بعد ازاں مؤلف موصوف کے قلم سے طویل پیش لفظ ہے، جس میں انہوں نے بڑی وضاحت کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں بیعت کا شرعی حکم وطریق بیان کیا ہے۔ اس پرفتن دور میں نا جانے کتنے فتنے اور قباحتیں جنم لے رہے ہیں اسی لئے پیش لفظ کی یہ بحث بجائے خود مبسوط مقالا ہے جو بیعت کے شرعی ضوابط پر محیط ہے۔ پیش لفظ کے بعد ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ سے اس مقدس سلسلہ کو شروع فرماتے ہوئے ایک سو تیں تاریخ ساز ماؤں کے تذکرے سیر حاصل وضاحت کے ساتھ باحوالہ جمع کر دیئے ہیں۔ جس پر مؤلف موصوف ڈھیروں مبارک باد کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ اہل ذوق اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے، سر آنکھوں پر رکھیں گے اور دل میں جگہ دیں گے۔ یہ کتاب روافض وخوارج کے لئے دافع اور اہل سنت کے لئے نافع ہوگی۔ کیونکہ اس کا ایک ایک جملہ اعتدال کا مظہر ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم!

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

عشق رسول ﷺ کانفرنس خیر پور میرس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام پیروسن ضلع خیر پور میرس کے زیر اہتمام مؤرخہ ۴ردسمبر ۲۰۱۸ء بروز منگل کو بعد نماز عشاء بمقام جامع مسجد گاؤں حاجی غلام رسول عامر میں زیر صدارت مولانا میر محمد کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کا آغاز قاری عبدالرزاق راجپر کی تلاوت سے ہوا۔ حافظ حبیب اللہ حاجانہ نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا سعید احمد عامر نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس میں مولانا عبدالقدیر حقانی (خیبر)، مولانا عبدالجبار حیدری (لاڑکانہ)، مولانا صبغۃ اللہ جوگی (جامشورو) مولانا محمد قاسم سومرو (کنڈیارو)، مولانا میر محمد میرک (خیر پور میرس)، مولانا محمد راشد مدنی (ٹنڈو آدم) اور مولانا تجمل حسین (نواب شاہ) نے بیانات کیے۔ آخر میں جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا سندھی زبان کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ (قاری عبداللہ فیض نواب شاہ)

ختم نبوت کانفرنس سرائے نورنگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نورنگ ضلع لکی مروت کے زیر اہتمام ۶رجنوری ۲۰۱۹ء کو تیرھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس قلعہ گراؤنڈ نورنگ میں ضلعی امیر حاجی امیر صالح خان کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز حافظ ذبیح اللہ ادھمی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مفتی ضیاء اللہ اور مولانا محمد ابراہیم ادھمی نے ادا کیے۔ ابراہیم خلیلی، امیر حسین، صفدر برکی، ابصار مروت، اور شاکر اللہ نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ پہلی نشست میں مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عابد کمال، مولانا طیب طوفانی، صاحبزادہ امین اللہ جان، مولانا ماسٹر عمر خان، مولانا بشیر احمد حقانی، مولانا محمد انور، مولانا سیف اللہ جان، مولانا احمد سعید، مولانا عبد المتین، مولانا صدر عبدالوحید، مولانا عبدالرحیم، مولانا عطاء الرحمٰن، مولانا محمد حیات، مولانا اعزاز اللہ، مولانا مطیع اللہ، مولانا سمیع اللہ مجاہد، مولانا عبدالصبور نقشبندی، مفتی عظمت اللہ، مفتی شمس الحق اور مولانا عبدالوکیل کے بیانات ہوئے۔ پیر طریقت مولانا عبدالغفار کی دعا سے پہلی نشست کا اختتام ہوا۔ بعد نماز ظہر دوسری نشست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ قاری صفی اللہ نے تلاوت فرمائی۔ شیخ الحدیث مولانا حسین احمد، مولانا عبدالرحیم کے کلمات تشکر کے بعد مفتی ضیاء اللہ نے قراردادیں پیش کیں۔ بعد ازاں صاحبزادہ عزیز احمد نے اپنے مختصر خطاب میں تیرھویں سالانہ ختم

نبوت کانفرنس میں ہزاروں کی تعداد میں شرکت کرنے پر منتظمین اور شرکاء کو مبارکباد دی اور حکمرانوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آقا ﷺ کے غلام غافل نہیں ہیں۔ زندگی کی آخری سانس تک ناموس رسالت ﷺ کی تحفظ کے لئے تیار بھی ہیں اور بیدار بھی۔ مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ نے کانفرنس سے آخری مفصل خطاب کرتے ہوئے فرمایا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنا آئینی حق استعمال کرتے ہوئے ہر فورم پر آواز اٹھائے گی۔ چاہے ہماری جانیں کیوں نہ چلی جائیں۔ عاشقان ختم نبوت کسی صورت میں بھی ختم نبوت کے قوانین میں ترامیم کی اجازت نہیں دیں گے۔ کانفرنس میں شدید سردی کے باوجود ایک بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ مقامی انتظامیہ کے ساتھ ساتھ جے یو آئی کی ذیلی تنظیم انصار السلام کے رضا کار بڑی تعداد میں موجود رہے۔ کانفرنس مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی رقت آمیز دعاء کے ساتھ اختتام پزیر ہوئی۔

تحفظ ختم نبوت کورس مانسہرہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سات روزہ کورس مانسہرہ شہر کے مختلف مقامات پر ۱۲ر جنوری بروز ہفتہ تا ۱۸ر جنوری ۲۰۱۹ء بروز جمعہ کو منعقد ہوا۔ کورسز کی نگرانی مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ اور مفتی وقار الحق عثمان مدظلہ نے کی۔ اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب، مولانا عادل خورشید اور مولانا محمد حسن حقانی نے ملٹی میڈیا پروجیکٹر کے ذریعہ عقیدہ ختم نبوت، عقیدہ حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانیوں سے بائیکاٹ کے عنوانات پر اسباق پڑھائے۔ ۱۲ر جنوری کو بعد از نماز مغرب جامع مسجد بانڈہ لعل خان مانسہرہ میں کورس منعقد ہوا۔ ۱۳ر جنوری بروز اتوار کو بعد از نماز ظہر جامع مسجد حضرتی داتہ چوک اور بعد از نماز مغرب جامع مسجد پانو ڈھیری مانسہرہ میں پروگرام کا انعقاد ہوا۔ ۱۴ر جنوری کو بعد نماز ظہر جامع مسجد امیر معاویہ محلہ ڈب مانسہرہ اور بعد از نماز مغرب گاؤں دیگراں میں کورس پڑھایا گیا۔ ۱۵ر جنوری صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد دیگراں میں درس۔ بعد از نماز ظہر مدرسہ معہد القرآن الکریم محلہ ڈب مانسہرہ اور بعد از نماز مغرب گاؤں پھگلہ کی مسجد میں کورس منعقد ہوا۔ ۱۶ر جنوری کو گڑھی حبیب اللہ، سکدھار کے مقامی سکول میں دن دس بجے کورس منعقد ہوا۔ بعد نماز ظہر جامع مسجد گڑھی حبیب اللہ میں ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری کے عنوان سے مختصر بیان ہوا۔ ۱۷ر جنوری کو صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد سکدھار میں تفصیلی درس قرآن مولانا محمد طیب کا ہوا۔ ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد امیر حمزہ پکھوال چوک، جبکہ مغرب کی نماز کے بعد گاؤں پکھوال کی جامع مسجد میں کورس ہوا۔ ۱۸ر جنوری بروز جمعہ کو آخری پروگرام جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر گاؤں بھالی ضلع مانسہرہ میں رکھا گیا تھا۔ جمعہ کا خطبہ مولانا طیب نے دیا اور اپنے بیان میں مرزائیت کے تعاقب کے علاوہ حالات حاضرہ اور مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں کو بیان کیا۔ نماز جمعہ کے بعد مولانا عادل خورشید، مولانا حسن حقانی نے ملٹی میڈیا کے ذریعے مرزا قادیانی کی مکروہ عبارات کو دکھا کر قادیانیت سے بائیکاٹ کے موضوعات

کی وضاحت کی۔تمام پروگراموں کی صدارت مقامی امیر مفتی وقارالحق عثمان نے کی اور تمام پروگرام آپ کی دعا پر ہی اختتام پذیر ہوئے۔کورس میں داتہ، ہڑیالہ، غازی کوٹ کے علاوہ علاقہ قلندر آباد سے بھر انداز میں شرکاء شامل کورس ہوئے۔(سید شجاعت علی شاہ مانسہرہ)

ختم نبوت کوئیز کورس ملیر کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملیر ۱۵ ضلع کورنگی کراچی کے زیراہتمام چھ روزہ کورس ۲۵ تا ۳۰ دسمبر ۲۰۱۸ء جامع مسجد قوسین گلشن منیر ملیر میں منعقد ہوا۔کورس کا انتظام واہتمام جامع مسجد قوسین کے خطیب حضرت مولانا محمد یوسف اورکزئی علی خیل نے فرمایا۔کورس کے پہلے روز مولانا عادل غنی نے عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر، دوسرے روز مولانا محمد اسحق مصطفیٰ نے سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے موضوع پر، تیسرے روز مولانا محمد قاسم نے فتنہ گوہر شاہی کے موضوع پر، چوتھے روز مولانا فیض ربانی نے کردار مرزا قادیانی کے موضوع پر اور پانچویں روز مولانا عبدالحی مطمئن نے اسلام اور قادیانیت کے تقابلی جائزہ کے عنوان پر لیکچرز دیئے۔آخری اور چھٹے روز مولانا قاضی احسان احمد نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مفصل لیکچر دیا۔بعدازاں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔کورس کے منتظمین مولانا قاری محمد یوسف، مولانا مفتی ابوبکر صدیق، مولانا امان اللہ، مولانا راؤ وقاص، حاجی زاہد علی بلوچ، عبدالکریم بلوچ اور مثال اکبر اورکزئی کی طرف سے صحیح جوابات دینے والوں میں انعامات اور دیگر تمام شرکاء کورس میں آئینہ قادیانیت کتاب اور لٹریچرز تقسیم کئے گئے۔کورس کے تمام دنوں میں قاری عبدالوہاب شمسی نے ہدیہ نعت کے نذرانے بھی پیش کئے۔آخر میں عمومی طعام کا بھی انتظام کیا گیا۔کورس میں خواتین بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئیں۔مولانا قاضی احسان احمد کی دعا سے کورس کا اختتام ہوا۔

تحفظ ناموس رسالت سیمینار ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۶ دسمبر ۲۰۱۸ء صبح دس تا ایک بجے دوپہر ملتان شہر کے علماء کرام، ائمہ مساجد اور خطباء حضرات کا بھرپور سیمینار منعقد ہوا۔سیمینار کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے فرمائی۔حضرت مولانا اللہ وسایا، شیخ الحدیث مولانا محمد احمد انور رمان کوٹ، حافظ محمد انس، مولانا محمد وسیم اسلم اور شیخ حافظ محمد عمر کے بیانات ہوئے۔مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں کوئی بھی ترمیم یا اس میں کسی قسم کی چھیڑخانی قطعاً برداشت نہیں کی جائے گی۔کراچی، لاہور اور سکھر کے تحفظ ناموس رسالت ملین مارچ میں اہل اسلام کے ٹھاٹھیں مارتے سمندروں نے یہ بات واضح کردی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عزت وناموس کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔اس موقع پر مولانا سلطان محمود ضیاء، مولانا قاری محمد طاسین،

مولانا ایاز الحق قاسمی، مولانا محمد معاویہ انصاری، مولانا محمد ابراہیم، قاری محمد اقبال، قاری شمس الدین میو، مولانا قاری منیر احمد جالندھری، مولانا قاری شفیق الرحمن، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد امیر حمزہ اور قاری محمد کاشف سمیت کثیر علماء کرام نے شرکت کی۔

خطبہ جمعۃ المبارک

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کے زیر اہتمام ۲۸ر دسمبر ۲۰۱۸ء کا خطبہ جمعۃ المبارک چک نمبر ۳۲۵ ج ب دلم میں مولانا قاضی احسان احمد نے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ ہر قیمتی چیز کی حفاظت کی جاتی ہے۔ مگر ایمان سے بڑی قیمتی چیز دنیاء میں کوئی نہیں۔ اس نعمت کی حفاظت ہر چیز پر مقدم ہے۔ ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب نے بھی بیان فرمایا۔ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہزاروں کی تعداد میں مرد و خواتین کی شرکت تھی۔ مولانا قاری محمد قاسم، محمد ناصر محمد جنید اور دیگر رفقاء نے پروگرام کے لئے دن رات محنت کی۔

مولانا قاضی احسان احمد دورہ ٹوبہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کے زیر اہتمام چار مقامات پر تحفظ ناموس رسالت سیمینار منعقد ہوئے۔ مورخہ ۸ر جنوری ۲۰۱۹ء بروز منگل بعد نماز مغرب چک نمبر ۳۱۵ ج ب کالا پہاڑ گوجرہ میں ڈاکٹر عبدالحق باجوہ کی صدارت اور مولانا مصدق عباس، قاری محمد سفیان کی محنت و کاوش سے منعقد ہوا۔ ۹ر جنوری بروز بدھ بعد نماز فجر جامع مسجد ماڈل مڈل سکول میں مولانا غلام مرتضیٰ نفیسی کی صدارت میں، بعد نماز ظہر جامعہ شریفیہ تعلیم القرآن سرفراز موڑ کمالیہ میں پیر محمد رضوان نفیس لاہور کی صدارت اور پیر جی عتیق الرحمن کی نگرانی، قاری محمد عدیل ارشد کی محنت و کاوش سے منعقد ہوا۔ بعد نماز مغرب العصر تعلیمی مرکز پیر محل میں پیر محمد رضوان نفیس لاہور کی صدارت اور مفتی محمد شیراز و من جملہ اساتذہ کرام کی محنت و کاوش سے منعقد ہوا۔ الحمدللہ! مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد خبیب کے ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت پر مفصل و مدلل خطابات ہوئے۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ قادیانی مصنوعات کے سوشل بائیکاٹ کا وعدہ بھی لیا گیا۔ پروگراموں کی اختتامی دعا سید نفیس الحسینی شاہ رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز پیر رضوان نفیس نے کرائی۔

حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد کا دورہ سکھر

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد ۱۱ر جنوری ۲۰۱۹ء کو صبح ۱۰ بجے روہڑی تشریف لائے۔ لبانہ گاؤں میں مسجد مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ گاؤں کے علماء و جماعتی ساتھیوں سے ملاقات کی۔ اس کے بعد مسجد ابوایوب انصاری روہڑی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عصر کی نماز روہڑی اسٹیشن والی مسجد خلفاء راشدین میں

پڑھی۔ مولانا غلام یاسین کی والدہ مرحومہ یعنی مولانا غلام رسول خشک کی اہلیہ کے لئے دعاء مغفرت کی اور مسجد کی بالائی منزل کا سنگ بنیاد رکھا۔ پھر سکھر دفتر ختم نبوت تشریف لائے اور مغرب کی نماز پڑھائی۔ جماعتی احباب سے ملاقات کی پنوعاقل اور گردونواں سے آئے ہوئے علماء کرام سے خصوصی ملاقات اور بیعت ہوئی۔ سکھر کے مبلغ حضرت مولانا محمد حسین ناصر نے علماء اکرام کا تعارف اور جماعتی کام کے حوالے سے احباب کا تعارف کروایا۔ ان تمام پروگراموں کو کامیاب کرنے کے لئے مولانا غلام یاسین خشک خطیب مسجد ابوایوب انصاری نے بھرپور محنت کی اللہ پاک ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (حافظ محمد اویس قرنی)

ڈگری کالج نارتھ کراچی میں قادیانی ٹیچر کی ارتدادی سرگرمیاں

گورنمنٹ ڈگری گرلز کالج الیون آئی نارتھ کراچی میں قادیانی ٹیچر مبشرہ طاہر نے بی کام کی کلاس میں لیکچر دیتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق قادیانی عقیدہ کے مطابق کہا کہ نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا ہے، نبی آتے رہیں گے۔ کلاس میں ۳۰ سے زائد طالبات تھیں۔ جس کے بعد طالبات نے انہیں منع کیا کہ ایسا نہیں ہے۔ یہ غیر مذہب (غیر مسلموں) کا عقیدہ ہے۔ ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ جس کے بعد بھی خاتون ٹیچر نے اس پر اصرار کیا۔ اس کے بعد طالبات اور مذکورہ ٹیچر کے مابین سخت تلخ کلامی ہوگئی اور نوبت ہاتھا پائی تک آئی۔ جس کے بعد دیگر خواتین اساتذہ نے بیچ بچاؤ کرا کر خاتون ٹیچر مبشرہ کو گھر روانہ کیا۔ جس کے بعد وہ جمعہ کو کالج دوبارہ نہیں آئی ہیں۔ معلوم رہے کہ مذکورہ کالج میں ایک سال سے مبشرہ طاہر اردو کی لیکچرر تعینات ہے، جو روزانہ ملیر سے نارتھ کراچی کالج آتی ہے۔ گورنمنٹ گرلز کالج میں مجموعی طور پر آرٹس سائنس اور کامرس کی کلاسیں بی۔اے، بی۔کام تک کی ہوتی ہیں۔ مذکورہ کالج میں اساتذہ کی کل تعداد ۲۶ ہے۔ جب کہ طالبات کی مجموعی تعداد ۱۶۰۰ سے زائد ہے۔ کالج کی پرنسپل غزالہ جلیس کا کہنا ہے کہ مجھے ان کے بارے میں علم تھا کہ قادیانی کمیونٹی سے ہیں، میں نے انہیں منع کیا تھا کہ وہ بس اپنے کام سے کام رکھیں، تاہم میں دوروز سے چھٹیوں پر تھی کہ اس دوران کالج میں یہ واقعہ پیش آیا، تاہم میں آج (ہفتہ کو) کالج جاؤں گی، جس کے بعد معلومات لوں گی کہ اصل میں واقعہ کیوں اور کیسے پیش آیا ہے۔ تاہم میں نے جب مبشرہ طاہر سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں جذباتی ہوگئی تھی۔ کیونکہ طالبات نے مجھ سے سوالات کئے، جس کے بعد میں نے انہیں جوابات دیئے ہیں۔ اس حوالے سے مبشرہ طاہر سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بات کرنے کے بجائے اپنے شوہر طاہر کو فون دے دیا۔ جس کے بعد ان کے شوہر طاہر کا کہنا تھا کہ ہماری ابھی کالج کی پرنسپل سے بات ہوئی ہے۔ آج بروز ہفتہ وہ دونوں کا موقف سن کر مزید بات کریں گے۔ اس حوالے سے ریجنل ڈائریکٹر کالجز ڈاکٹر معشوق علی بلوچ اور سلیم غوری سے رابطہ کیا گیا، جنہوں نے فون ریسیو ہی نہیں کیا۔ (روزنامہ امت کراچی، بروز ہفتہ مورخہ ۱۲ر جنوری ۲۰۱۹ء)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
سائیں عبدالصمد ہالیجوی
جامع مسجد
بندر روڈ
سکھر
تحفظ ختم نبوت کانفرنس
2 مارچ 2019
بروز ہفتہ
بعد نماز مغرب
سائیں عبدالقیوم ہالیجوی
قاری جمیل احمد بندھانی
عبداللطیف اشرفی
مولانا محمد حسین ناصر
مفتی سعود افضل ہالیجوی
فقیہ وقت
شہنشاہ ختم نبوت، عالم باعمل
حضرت مولانا
مفتی شہاب الدین پوپلزئی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
خطیب مسجد قاسم علی خان پشاور
عالم باعمل
شاہین ختم نبوت، فاتح قادیانیت
حضرت مولانا
اللہ وسایا
مرکزی رہنما
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
عبدالباری
عبدالتواب
عطاء محمد
محمد ایوب شاہ
نذیر احمد
محمد حنیف بندھانی
ناصر خالد محمود سومرو
سید عزیز الرحمن شاہ
مولانا عزیز الرحمن ثانی
سائیں عبدالمجیب قریشی
محمد امیر معاویہ
تجمل حسین
اسد اللہ
شفیع محمد
محمد ارسلان
ظفر اللہ سندھی
سعید احمد شاہ
الٰہی بخش
رشید احمد
محمد اویس
سید آغا محمد شاہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سکھر
سندھ پاکستان
0302-3623805
0300-3131165

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاڑکانہ
تحفظ ختم نبوۃ کانفرنس
خالد محمود سومرو
طاہر محمود سومرو
محبت علی
محمد الیاس چنہ
بمقام
جناح باغ
لاڑکانہ سندھ
3 مارچ 2019 اتوار بعد نماز مغرب
حضرت مولانا اللہ وسایا
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
حضرت مولانا راشد خالد محمود سومرو صاحب
حضرت مولانا شہاب الدین پوپلزئی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
عزیز الرحمن ثانی
صبغت اللہ جوگی
عبدالجبار
مسعود احمد حقانی
طارق خالد محمود
محمد حسین ناصر
جمال مصطفی اتینو
ظفر اللہ سندھی
امداد اللہ پھلپوٹہ
سید عزیز الرحمن شاہ
قاری امیر علی رند
ناصر خالد محمود سومرو جامعہ اسلامیہ لاڑکانہ
0300-3425300
0301-3472779

فاتح قادیان | مفکرِ ختمِ نبوت | لائق بعدی

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے
مرکزی دارالمبلغین کے زیرِ اہتمام

مدرسہ ختمِ نبوۃ ۔ مسلم کالونی چناب نگر

سالانہ 26 واں ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء ومناظرین و
ماہرینِ فن لیکچر دیں گے
اِن شاء اللہ

بتاریخ
13 اپریل 2019 تا 2 مئی 2019
بمطابق
7 شعبان 1440ھ تا 26 شعبان 1440ھ

زیرِ سرپرستی
استاذ المحدثین
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا، جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ:
مولانا عزیز الرحمن ثانی 0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670